هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ
رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

3739

فاروق قادیان

تحریک جدید کا اخبار

شرح چندہ پیشگی
ہندستان - سالانہ - چندہ ۵ - ششماہی - بیرون ہند
[illegible]
قیمت فی پرچہ ۱/ - ایڈیٹر: [illegible] خان احمدی

تاریخہائے اشاعت:- ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

DEFENCE SAVINGS CERTIFICATE DELIVERY
3 JAN. 41
8 - AM
FEROZEPUR CITY

خلافت لائبریری ربوہ
مملوکہ صدر انجمن احمدیہ

جلد ۲۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۸ ذوالحجہ ۱۳۵۹ھ مطابق ۷ ماہ صلح ۱۳۲۰ش مطابق ۷ جنوری ۱۹۴۱ء | نمبر ۱

جلسہ سالانہ کے بعد حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا پہلا خطبہ جمعہ

قادیان ۳ جنوری ۱۹۴۱ء - آج حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا - اس کا مفہوم جلد سے جلد احباب تک پہنچانے کے لئے خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

حضور نے فرمایا - سب سے پہلے میں اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتا ہوں - کہ اس نے باوجود اس کے کہ جلسہ سے قبل میں بیمار رہا - اور کام بھی بہت زیادہ کرنا پڑا - اور جلسہ کے کاموں میں بھی کسی قسم کی کمی نہیں کرنی پڑی - پھر بھی جلسہ کے بعد پہلے سالوں کی نسبت بہت کم کوفت محسوس ہوئی ہے - اور اس لحاظ سے یوں معلوم ہوتا ہے - کہ جلسہ گویا آیا ہی نہیں۔

اس کے بعد حضور نے جماعت کو چندہ تحریک جدید کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا - میں نے تحریک جدید سال ہفتم کے وعدوں کے لئے ۷ جنوری ۱۹۴۱ء کی آخری تاریخ مقرر کی تھی - آج ۳ جنوری ہے - اور صرف چار روز باقی رہ گئے ہیں - جو لوگ ۸ تاریخ کو اپنے خطوط ڈاکخانہ میں ڈال دیں گے - ان کے وعدے منظور کر لئے جائیں گے - آخری وقت ۷ تاریخ کی شام تک ہے - مگر چونکہ شام کے وقت ڈاک بند ہو جاتی ہے - اسلئے ۸ کی مہر جن خطوط پر ہوگی وہ میعاد کے اندر سمجھے جائیں گے - مگر جو لوگ اب تک پوری طرح کام نہیں کر سکے - اور جلسہ سالانہ کی وجہ سے قریباً دس روز ان کے جلسہ میں صرف ہو گئے - ایسے لوگوں کے لئے میں ۷ جنوری کی میعاد میں توسیع نہیں کرتا - البتہ دوسری میعاد ۱۷ جنوری تک مقرر کر دیتا ہوں - جن لوگوں کے خطوط پر ۱۸ جنوری کی مہر ہوگی - وہ میعاد کے اندر سمجھے جائیں گے - مگر یہ میعاد قادیان والوں کے لئے نہیں - ان کو اگر جلسہ میں کام کرنا پڑا ہے - تو معاً بعد دوسرے کاموں کی طرف متوجہ ہونے کا موقعہ مل گیا ہے - پس قادیان اور اس کے تابع دیہات کی جماعتوں کے لئے دوسری میعاد نہیں - ان کے لئے وہی پہلی تاریخ ہے - دوسری میعاد صرف باہر کی ان جماعتوں کے لئے ہے - جن کے لئے مشکلات تھیں - جلسہ کی وجہ سے یا کسی اور سبب سے ان کے لئے بھی میں نے پہلی میعاد کو لمبا نہیں کیا - صرف دوسری میعاد مقرر کر دی ہے - ہندوستان سے باہر کی جماعتوں کے لئے حسب قاعدہ مارچ تک میعاد ہے - اور امریکہ کے لئے جون تک کی - میعاد اب کے مختصر رکھی گئی تھی - اور دوستوں نے چستی سے کام کیا - تاہم بہت بڑی تعداد وعدوں کی ابھی باقی ہے - اور ان پانچ دنوں میں اسے پورا کرنا چاہیئے۔

تفسیر القرآن کے متعلق فرمایا:- اس کی ۷۳۰ جلدیں فروخت ہو چکی ہیں - اور ۲۸۰ کے وعدے ہیں - گویا ایک ہزار دس فروخت ہو چکی ہیں - اور قریباً ایک ہزار جلدیں باقی ہیں - مگر ابھی بڑی بڑی جماعتوں مثلاً لاہور - امرتسر - راولپنڈی - سیالکوٹ - جہلم - گجرات - پشاور - بمبئی - مدراس - کلکتہ - کراچی - بھاگلپور - پٹنہ - لکھنؤ وغیرہ کی جماعتوں نے اپنی ذمہ واری کو ادا کرنا ہے - پھر یو - پی کی اکثر جماعتیں ہیں - حیدرآباد اور سکندرآباد کی جماعتیں ہیں - اسلئے اگر یہ سب کوشش کریں - تو معمولی سی کوشش سے چار یا پانچ ہزار جلدیں اور فروخت ہو سکتی ہیں - لاہور کی جماعت ہی اگر ہمت سے کام لے تو ہزار دو ہزار نسخے وہاں فروخت ہو سکتے ہیں - تاہم یہ دیکھتے ہوئے کہ ساری جماعت پوری طرح کام نہیں کرتی - اگر لاہور کے دوست اپنے اور دوسرے لوگوں میں پانسو جلدیں لگوا دیں - تو کم سے کم ذمہ واری ادا کر دینگے - اسی طرح حیدرآباد اور سکندرآباد وغیرہ کی جماعتوں کو بھی پانسو جلدیں فروخت کرنی چاہئیں۔

حضور نے فرمایا - کہ جو دوست اپنی طرف سے قیمت دیتے ہیں - دوسروں میں مفت تقسیم کرنے کے لئے - وہ ایک نیکی کرتے ہیں - مگر ان کی طرف سے یہ نفل ہے - اور اس طرح وہ ذمہ واری سے بری نہیں ہو سکتے - یہ ذمہ واری دوسروں کے پاس فروخت کرنے سے ہی پوری ہو سکتی ہے۔

پھر حضور نے فرمایا - نئے سال میں احباب کو خصوصیت کے ساتھ پیغامیوں میں تبلیغ پر زور دینا چاہیئے - ان کے بعض ائمہ کے دلوں میں بے شک ہمارے متعلق انتہائی بغض اور عداوت بھری ہوئی ہے - مگر عوام میں یہ بات نہیں - ان کی مخالفت اور عداوت محض اپنے ائمہ کا انعکاس ہے - لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانتے ہیں - احمدی کہلاتے ہیں - دوسروں کی نسبت ہمارے زیادہ قریب ہیں - اس لئے ہم پر ان کا حق ہے - اور ہمیں ان کی ہدایت کے لئے خاص سعی کرنی چاہیئے - اس سال جماعت کو اپنے لئے اسے بڑا اہم کام سمجھنا چاہیئے - گو اس امر کا بھی خیال رکھنا چاہیئے - کہ دوسری تحریکیں نظر انداز نہ ہوں - آخر میں حضور نے فرمایا - کہ میں عنقریب پہلی جلد تفسیر القرآن کی شروع کرنے والا ہوں - احباب دعا کریں - کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی روکوں کو دور کر کے اس کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

دار الامان کا ہفتہ

(۱) قادیان ۵ صلح ۱۳۲۰ھش۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو آج کھانسی کچھ زیادہ ہو گئی۔ احباب حضور کی صحت کاملہ اور درازی عمر کے لئے دعا جاری رکھیں۔

(۲) حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

(۳) حرم اول حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو معدہ میں درد اور چکروں کی تکلیف ہے صحت کے لئے دعا کی جائے۔

پہلی مبارکباد

ناظرین فاروق کو نیا سال اور ماہ صلح مبارک ہو

ضروری اطلاع

تمام خریداران فاروق کو جن کا چندہ ختم ہو چکا ہے یا بقایا ہے۔ دفتر سے وی۔ پی ارسال کئے گئے ہیں چونکہ کاغذ دن پر دن مہنگا ہو رہا ہے۔ اسلئے جتنا بھی ممکن ہو۔ اس وقت کاغذ خرید لیا جانا ضروری ہے۔ اور اسکے لئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے۔ لہذا فاروق کے وہ سب ہمدرد جن کے نام وی۔ پی پہنچے۔ وصول فرما کر مشکوری کا موقعہ بخشیں۔ اور جو دوست بلاوجہ وی۔ پی واپس کر دیں گے۔ ان کے نام سے تا وصولی چندہ اخبار بند کر دیا جائے گا۔ مطلع رہیں۔ (مینیجر)

دوسری مبارکباد

جملہ ناظرین فاروق کو عید الضحیٰ کی مبارکباد

یاددہانی

سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ پر جو احباب کو فاروق کی ڈھائی ہزار خریدار پیدا کرنے کا ارشاد فرمایا تھا۔ اسکو جلد سے جلد پورا کر کے ثواب حاصل کریں۔ (ایڈیٹر)

چھوٹے بچوں کیلئے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی نظم

۲۷ دسمبر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تقریر شروع کرنے سے قبل فرمایا۔ کل جو احباب نے ملاقاتیں کیں۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ ان کے بچے بھی بہت سے تھے۔ یہ ایک رَو ہوتی ہے کبھی جلسہ پر عورتیں پہلے سے زیادہ آتی ہیں۔ کبھی مرد اور کبھی بچے۔ اس دفعہ بچوں کو زیادہ تعداد میں دیکھ کر خوشی ہوئی۔ کہ آئندہ نسلوں میں احمدیت سے محبت پیدا ہو رہی ہے۔ میں نے ایک دفعہ چھوٹے بچوں کے لئے نظم لکھی تھی۔ وہ اس وقت ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم سنائیں گے۔ احباب بچوں کو یاد کرائیں۔

مری رات دن بس یہی اک صدا ہے
کہ اس عالم کون کا اک خدا ہے

اسی نے ہے پیدا کیا اس جہاں کو
ستاروں کو سورج کو اور آسماں کو

وہ ہے ایک اس کا نہیں کوئی ہمسر
وہ مالک ہے سب کا وہ حاکم ہے سب پر

نہ ہے باپ اسکا نہ ہے کوئی بیٹا
ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا

نہیں اس کو حاجت کوئی بیویوں کی
ضرورت نہیں اسکو کچھ ساتھیوں کی

ہر اک چیز پر اسکو قدرت ہے حاصل
ہر اک کام کی اسکو طاقت ہے حاصل

پہاڑوں کو اس نے ہی اونچا کیا ہے
سمندر کو اس نے ہی پانی دیا ہے

یہ دریا جو چاروں طرف بہہ رہے ہیں
اسی نے تو قدرت سے پیدا کئے ہیں

سمندر کی مچھلی ہوا کے پرندے
گھریلو چرندے بنوں کے درندے

سبھی کو وہی رزق پہنچا رہا ہے
ہر اک اپنے مطلب کی شے کھا رہا ہے

ہر اک شے کو روزی وہ دیتا ہے ہر دم
خزانے کبھی اس کے ہوتے نہیں کم

وہ زندہ ہے اور زندگی بخشتا ہے
وہ قائم ہے ہر ایک کا آسرا ہے

کوئی شے نظر سے نہیں اس کی مخفی
بڑی سے بڑی ہو کہ چھوٹی سے چھوٹی

دلوں کی چھپی بات بھی جانتا ہے
بدوں اور نیکوں کو پہچانتا ہے

وہ دیتا ہے بندوں کو اپنے ہدایت
دکھاتا ہے ہاتھوں پہ ان کے کرامت

ہے فریاد مظلوم کی سننے والا
صداقت کا کرتا ہے وہ بول بالا

گناہوں کو بخشش سے ہے ڈھانپ دیتا
غریبوں کو رحمت سے ہے تھام لیتا

یہی رات دن اب تو میری صدا ہے
یہ میرا خدا ہے یہ میرا خدا ہے

تیسری مبارکباد

؎
جہاں مثل زلیخا مشتری تھا جن مضامیں کا
مبارک ہو وہ یوسف بن کے خود بازار میں آئے

سیدنا الوالعزم حضرت فضل عمر صاحب علوم ظاہری و باطنی مورد کان اللہ نزل من السماء خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی **تفسیر کبیر** جلسہ پر شائع ہو گئی۔ مبارک صد مبارک۔ صد مبارک۔ قیمت مجلد ۶ر

لنگرگاہ رسولؐ میں جلسہ سالانہ پر آنیوالے مہمان

امسال جلسہ سالانہ پر باوجود اقتصادی کمزوری کے جو بوجہ جنگ لاحق ہے۔ نیز جنگ کی وجہ سے اکثر ملازمان کو رخصت نہیں مل سکی۔ باہر سے آئے مہمانوں کی تعداد قریباً بیس ہزار تھی۔ اور کھانا کھانے والوں کی چوبیس ہزار کے قریب۔

چوتھی مبارکباد

نئے سال کی تقریب پر ملک معظم کی طرف سے جو اعزازی خطابات اہل ہند کے معززین کو دیئے گئے ہیں۔ ان میں ہماری جماعت کے معزز ارکان محترم ملک صاحب خانصاحب نون ایم۔ بی۔ ای ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ کو خان بہادر کا اور مکرم میجر سید حبیب اللہ شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ جیل ملتان کو ایم۔ بی۔ ای کا خطاب دیا گیا ہے ہم ہر دو معززین کو اس عزت افزائی پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

حمد الٰہی

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ اس کے فضل اور حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ کی توجہ سے اخبار فاروق نے اپنی زندگی کے پچیس سال بخیر و خوبی ختم کر کے بتوفیق الٰہی چھبیسویں سال میں قدم رکھا ہے۔ اور اس سال کا یہ پہلا پرچہ ہے۔ احباب اگر فاروق کی طرف خاص توجہ فرمائیں گے۔ تو انشاء اللہ یہ اس سال پہلے سے بڑھ کر خدمت سلسلہ کر سکے گا۔ الحمد للہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

جلد ۲۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۷ر جنوری ۱۹۴۱ء | نمبر ۱

حکومت سے تعاون کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے ارشادات

موجودہ جنگ میں حکومت برطانیہ کو پوری امداد دینی چاہیئے

آنریبل نواب چوہدری محمد دین صاحب کی تقریر

۲۸ر دسمبر ۱۹۴۰ء آنریبل نواب چودھری محمد دین صاحب نے جلسۂ سالانہ میں جنگ میں حکومتِ برطانیہ کو امداد دینے کی ضرورت اور اہمیت پر ایک دلچسپ تقریر فرمائی۔ جو درج ذیل کیجاتی ہے:۔ ایڈیٹر

حکومت انگریزی کی اطاعت کی تعلیم

صاحبان! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے سارے زمانہ میں اپنی مختلف کتابوں میں گورنمنٹ انگریزی کی اطاعت اور امداد کے لئے عام طور پر ہندوستانیوں کو اور خصوصاً مسلمانوں اور اپنی جماعت کو نصیحت فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ سلطنت ہندوستان کے لئے خدا کی رحمت اور آسمانی برکت ہے۔ چنانچہ اپنی تصنیف ست بچن میں آپ نے فرمایا:۔

"میرے خیال میں مذاہب کے پرکھنے اور کھرے کھوٹے میں تمیز کرنے کے لئے اس سے بہتر کسی ملک کو موقعہ ملنا ممکن نہیں۔ جو ہمارے ملک پنجاب اور ہندوستان کو ملا ہے۔ اس موقعہ کے حصول کے لئے پہلا فضل خدا تعالیٰ کا گورنمنٹ برطانیہ کا اس ملک پر تسلط ہے۔ ہم نہایت ہی ناسپاس اور منکر نعمت ٹھہریں گے۔ اگر ہم سچے دل سے اس محسن گورنمنٹ کا شکر نہ کریں۔ جس کے بابرکت وجود سے ہمیں دعوۃ و تبلیغ اسلام کا موقعہ ملا۔ جو ہم سے پہلے کسی بادشاہ کو بھی نہیں مل سکا۔ کیونکہ اس علم دوست گورنمنٹ نے اظہار رائے میں وہ آزادی دی ہے۔ جس کی نظیر اگر کسی اور موجودہ عملداری میں تلاش کریں۔ تو لاحاصل ہے۔ کیا یہ عجیب بات نہیں۔ کہ ہم لنڈن کے بازاروں میں دین اسلام کی تائید کے لئے وعظ کر سکتے ہیں۔ جس کا خاص مکہ معظمہ میں میسّر آنا ہمارے لئے غیر ممکن ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا ارشاد

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے سب سے پہلے اس خیال کا اظہار فرمایا۔ کہ یہ وقت ایسا نازک ہے۔ کہ تمام ہندوستانیوں کو دل وجان سے گورنمنٹ کے ساتھ تعاون کرنا چاہیئے۔ اور یہ ہرگز مناسب نہیں۔ کہ کسی قوم یا فرقہ کی طرف سے ایسے وقت میں کوئی ایسی حرکت ہو۔ جو گورنمنٹ کے لئے پریشانی اور انتشار کا باعث ہو۔ آپ نے فرمایا کہ میرے نزدیک آج ہمیں اپنے تمام اختلافات کو بھول جانا چاہیئے۔ اور انگریزوں کے ساتھ پورا پورا تعاون کرنا چاہیئے یہ مہلک جنگ جس سے اس وقت ساری دنیا کے امن کا خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔ اس سے دنیا کو بچانے کے لئے اور امن قائم رکھنے کے لئے برطانیہ کی طرف سے بے حد کوشش کی گئی۔ خود وزیر اعظم مسٹر چیمبرلین کئی دفعہ جرمنی اس غرض کے لئے گئے۔ لیکن ہٹلر کی بدعہدیوں اور اپنے قول و اقرار پر قائم نہ رہنے کی وجہ سے بالآخر عدل و انصاف کی امداد اور کمزور قوموں کی حفاظت کے لئے برطانیہ کو جنگ میں شامل ہونا پڑا۔ جرمنی اور اٹلی کئی سالوں سے خفیہ سامان جنگ کی تیاری میں معروف تھے۔ جبکہ برطانیہ کی طرف سے

Disormament

یعنی دنیا سے جنگی سامان ہٹا دینے اور صلح اور امن کے لئے کوشش ہو رہی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ شروع جنگ میں جرمنی اور اٹلی کے پاس سامانِ جنگ بمقابلہ برطانیہ کے بہت زیادہ تھا۔ ادھر فرانس کے گر جانے کی وجہ سے برطانیہ جنگ میں اکیلا رہ گیا۔ فرانس پر غلبہ پانے کے بعد ہٹلر نے اعلان کیا تھا۔ کہ وہ ۷ر اگست تک لنڈن پر قبضہ کرے گا۔ لیکن برطانیہ نے باوجود مقابلۃً کمی سامان اس طرح ڈٹ کر جوانمردی اور استقلال سے مقابلہ کیا۔ کہ اس عرصہ میں جرمنی اور اٹلی برطانیہ کے مقابلہ میں بہت زیادہ نقصان اٹھا چکے ہیں۔ برطانیہ کی ہوائی طاقت جو ابتدائے جنگ میں جرمنی کے مقابلہ میں بہت کم تھی۔ اب روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ جس سے نہ صرف وہ اپنے ملک کی کامیابی کے ساتھ حفاظت کر رہے ہیں۔ بلکہ مصر کی بھی حفاظت کر رہے ہیں۔ اور یونان کو قابل قدر امداد دے رہے ہیں۔ وہ لوگ سخت غلطی کرتے ہیں۔ جو جنگ کے متعلق گورنمنٹ کے خلاف چل رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ جنگ کرنا ہر صورت میں ناجائز ہے۔ اور کہ شریر کو سزا بالکل نہیں دینی چاہیئے۔ بلکہ اس کے آگے ہتھیار ڈال دینے چاہئیں۔ اس بارے میں مسلمانوں کے لئے تو اسوہ حسنہ صریحاً موجود ہے۔ جہاں دفاعی طور پر اور کمزور کی حفاظت کرنے کے لئے جنگ کی اجازت ہے۔ وہاں جب مٹھی بھر مسلمان ہجرت کر کے حبشہ میں رہتے تھے۔ تو جنگ کی صورت میں وہ بادشاہ نجاشی (جو عیسائی تھا) کی دعاؤں سے امداد کرتے رہتے تھے۔

حضرت کرشن کا نمونہ

ہمارے ہندو بھائیوں کے لئے اس بارے میں سری کرشن جی مہاراج کا نمونہ مہابھارت میں موجود ہے۔ قریباً چار ہزار سال گزرے۔ جب پانڈوں اور کوروں کے مابین کرک شتر میں عظیم الشان جنگ ہوئی۔ اس جنگ سے پہلے سری کرشن جی نے صلح اور امن قائم کرنے کے لئے بہت کوشش کی۔ آپ خود سفیر بن کر کوروں کے پاس گئے۔ اور یہاں تک کہہ دیا۔ کہ پانچ گاؤں پانڈوں کو دے دو۔ اس کے یہ معنے تھے۔ کہ ان کو کسی طور پر بھی پانڈوں اور کوروں میں جنگ پسند نہ تھی۔ جس وقت آپ امن کا پیغام لئے کوروں کے پاس جانے لگے۔ تو دروپتی نے یہ کہہ کر غیرت دلانا چاہی۔ کہ بھگوان میرے اپمانت بالوں کی لاج رکھنا۔ پھر بھی وہ کوروں کے پاس گئے۔ اور صلح کی ہر ممکن کوشش کی۔ لیکن جب دریودھن کسی طرح راہ راست پر نہ آیا۔ تو کنتی کے پاس گئے۔ اور بتایا۔ کہ اب جنگ کے سوائے کوئی چارہ نہیں۔ اسی وقت کنتی نے یہ الفاظ کہے۔ کہ "وقت آگیا ہے۔ جس کے لئے کشتر انیاں پتر جنا کرتی ہیں" غرض جنگ کا اعلان ہو گیا۔ اور سری کرشن جی خود ارجن کا رتھ ہانک کر میدان جنگ میں لے گئے۔ جب میدانِ جنگ میں دونوں طرف کے بہادر اترے اور جنگ کا بگل بج گیا۔ ارجن نے اپنے مقابل میں اپنے گورو درون اچاریہ اور اپنے بزرگ بھیشم اور رشتہ داروں کو دیکھا۔ تو اس کا دل دہل گیا۔ اور اس نے کہہ دیا۔ کہ

"اے سری کرشن بھگوان مجھے حکومت کی ضرورت نہیں۔ میں دنیا کی بادشاہت کے لئے اپنے رشتہ داروں کا یدھ کرنے کو تیار نہیں"

اس وقت سری کرشن جی نے وہ اپدیش دیا۔ جو گیتا میں موجود ہے۔ اور ارجن کو کہا۔ کہ کیا تجھے ان کے لئے افسوس آتا ہے۔ جن کے لئے افسوس نہیں کرنا چاہیئے۔ انصاف اور راستی کے قیام اور ظلم و ناراستی کو برباد کرنے کے لئے جو جنگ کی جائے۔ وہ سورگ یعنی جنت کا دروازہ کھول دیتی ہے۔ اگر تو اس دھرم کی لڑائی میں شامل نہ ہوگا۔ تو گنہگار ہوگا۔ اس پر ارجن نے اپنا ہتھیار سنبھالا اور ۱۸ دن تک کرکشیتر کے میدان میں وہ عظیم الشان جنگ ہوئی۔ جس میں قریباً ۲۵ لاکھ جوان ہلاک ہوئے۔ آخر کار حق کی فتح ہوئی۔ اور ظالموں کو اپنی شرارت کا بدلہ مل گیا۔ موجودہ جنگ بھی اسی طرح ظالم کی شرارت اور کمزوروں کو تباہی سے بچانے کے لئے شروع کرنی پڑی۔ اور دراصل بقول سری کرشن جی دھرم کی لڑائی ہے۔

ہندوستانیوں کے متعلق ہٹلر کی رائے

ہٹلر نے جنگ سے بہت پہلے ایک کتاب لکھی۔ جس کا نام Mian Kampf مائن کامف ہے۔ اس میں وہ ہندوستانی لوگوں کے متعلق کہتا ہے

Oriental Mountbonts & jabbering Indians

یہ الفاظ ایک ہندوستانی کے لئے بہت تکلیف دہ ہیں۔ کیونکہ وہ ہندوستانیوں کو محض نقال اور بک بک کرنے والوں کا خطاب دیتا ہے۔ اسی کتاب میں وہ لکھتا ہے۔

It is a crime against the creator to train dark races for Intellectual carears they should be trained like poodles.

یعنی ان کالی قوموں کو ذہنی تعلیم دینا خالق کی نظر میں ایک جرم ہے۔ ان کو تو گھریلو کتوں کی طرح ٹرینڈ کرنا چاہیئے۔ الغرض اس کو کالی قوموں سے اس قدر نفرت ہے۔ کہ وہ ان سے کتوں کی طرح سلوک کرنا چاہتا ہے۔ اورینٹل (مشرقی) اقوام کو اس بات پر فخر ہے۔ کہ خداوند کریم نے اس دنیا کی روحانی ہدایت اور رہنمائی کے لئے جتنے اوتار اور پیغمبر بھیجے۔ وہ سب اورینٹل قوموں میں سے تھے۔ سری کرشن جی اور سری رام چندر جی ہندوستان میں اور کنفیوشس چین میں۔ حضرت زرتشت ایران میں حضرت نوح عراق میں۔ حضرت ابراہیم۔ حضرت

اسماعیل۔ حضرت اسحاق۔ حضرت یعقوب۔ حضرت موسیٰ۔ حضرت مسیح۔ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت مسیح موعود سب اورینٹل قوموں میں پیدا ہوئے۔ ہٹلر اس روحانیت سے محروم ہو گیا ہے۔ اس نے خدا تعالیٰ کی عبادت گاہوں اور گرجاؤں پر بم پھینکنے میں تامل نہیں کیا۔ اور اس وقت کئی گرجے تباہ کر چکا ہے۔ اسکی تحریر سے ظاہر ہے۔ کہ وہ ہندوستان کے لئے نہایت زہریلے خیالات رکھتا ہے۔ اگر ایسا شخص اپنے ظالمانہ طریقوں میں خدانخواستہ کامیاب ہو جائے۔ تو وہ بھارت میں تباہی مچا دیگا۔ جس جس ملک میں اس کا اثر پھیلا ہے۔ اس نے یہودیوں کو بغیر کسی گناہ کے گھروں سے نکال دیا ہے۔ اور ان کی جائیدادیں ضبط کر لی ہیں۔

برخلاف اس کے برطانیہ کا سلوک ہندوستانی رعایا کے ساتھ گزشتہ دو صدیوں سے ہمدردانہ اور عدل و انصاف پر مبنی رہا ہے۔ حتیٰ کہ انہوں نے تمام ملک میں تعلیم اور روشنی پھیلا کر اہل ہند کو [illegible] کا سبق دے رکھا ہے

انگریزوں میں اطاعت کا قابل تعریف مادہ ہے

پچھلے دنوں مسٹر ڈومک کے صوبہ سندھ کے گورنر ہونے کا اعلان ہوا تھا۔ صاحب موصوف ماہ اپریل میں صوبہ سندھ کی گورنری کا چارج لینے والے ہیں۔ وائسرائے کی کونسل کے ہندوستانی ممبر چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کے ماتحت آج کل مسٹر ڈومک کام کر رہے ہیں۔ آنریبل ممبر صاحب نے مجھ سے ذکر کیا۔ کہ باوجودیکہ ڈومک کی اب یہ پوزیشن ہے۔ کہ میں اپریل میں ان کو یور ایکسی لنسی کہہ کر ایڈریس کرونگا۔ وہ ان کے ماتحت اسی طرح ادب اور لحاظ کے ساتھ چلتے اور کام کرتے ہیں۔ جیسے کہ کوئی معمولی ماتحت ہوتا ہے۔ خود مجھ کو اپنی ملازمت میں ایسا اتفاق ہوتا رہا ہے۔ کہ برٹش انڈیا میں بھی اور ریاستوں میں بھی بعض اوقات برٹش افسر میرے ماتحت رہے ہیں۔ مگر مجھے کبھی اتفاق نہیں ہوا۔ کہ میں نے یہ محسوس کیا ہو۔ کہ وہ کالے کی ماتحتی کو ناپسند کرتے ہیں۔ گویا نہ صرف ہندوستانیوں کے لئے برطانیہ نے تعلیم کا انتظام کیا۔ بلکہ تعلیم دینے اور سکھانے کے بعد برٹش قوم کے افراد کو بعض صورتوں میں ہندوستانیوں کے ماتحت کام پر لگا دیا۔ یہ کتنی بڑی قربانی اور حوصلہ ہے۔ جو کوئی فاتح اور حکمران قوم دکھا سکتی ہے۔ میں نے بہت سے ایسے افسروں کی ماتحتی کی ہے۔ ان کو افسری کی حیثیت میں بھی دیکھا ہے۔ اور ماتحتی کی حیثیت میں بھی۔ اور کبھی ایسا نہیں ہوا۔ کہ میرے کالے ہونے کی وجہ سے انہوں نے میری حقارت کی ہو۔

ذاتی تجربہ

تمام دنیا میں لنڈن سب سے بڑا شہر اور پرانی تہذیب کا گھر ہے۔ میں ۱۹۲۵ء میں لنڈن میں تھا۔ اکثر دیسی لباس میں باہر جاتا تھا۔ لنڈن کے بازاروں میں موٹروں بسوں وغیرہ کی ٹریفک بہت زیادہ رہتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر دو منٹ کے لئے بھی ٹریفک کو روک دیا جائے۔ تو بازار میں دونوں طرف ایک ایک میل سے زیادہ فاصلہ تک ٹریفک کو روک رکھنا پڑتا ہے۔ اگر مجھے کبھی ایک طرف سے دوسری طرف جانے کی ضرورت ہوتی۔ تو میری خاطر لنڈن کا پولیس مین تمام ٹریفک کو روک دیتا۔ اور مجھے سہولت سے دوسری طرف پہنچا دیتا۔ کئی دفعہ اتفاق ہوا۔ کہ میں ایک جگہ ذرا کھڑا ہوا ہوں۔ کوئی صاحب آجاتے اور مجھے کہتے۔ Can I be of any service to you sir کیا کوئی خدمت کر سکتا ہوں۔ اگر میں بتلاتا کہ مجھے فلاں جگہ جانا ہے۔ تو میرے ساتھ ہو لیتے۔ ایک دن محلہ پٹنی میں مسجد میں جمعہ کے لئے جا رہا تھا۔ ایک جگہ جہاں دو تین سڑکیں نکلتی تھیں ذرا سوچنے کے لئے میں کھڑا ہوا۔ تو ایک نوجوان برٹن سامنے آیا۔ اور ٹوپی اتار کر مجھے سلام کیا۔ اور بغیر میرے کچھ بولنے کے اس نے کہا جناب کیا آپ مسجد میں جانا چاہتے ہیں۔ you want the Mosque sir میں نے کہا ہاں اب اس نے کہا آئیے۔ میں آپ کو مسجد میں پہنچاؤں گا۔ میں نے اس سے پوچھا آپ کیا کام کرتے ہیں۔ اس نے کہا۔ کہ میں یونیورسٹی میں پڑھتا ہوں۔ اور اس وقت گاف کھیلنے جا رہا ہوں۔ کچھ اور چل کر میں نے اس سے کہا۔ کہ اب آپ جائیں۔ میں مسجد میں پہنچ جاؤں گا۔ اس نے کہا نہیں میں ضرور آپ کو پہنچا کر جاؤں گا۔ مسجد کے دروازے پر پہنچے۔ اس نے ٹوپی اتار کر مجھ کو سلام کیا اور Good bye کہہ کر رخصت ہوا۔

اب وہ ملک گورے رنگ والوں کا ہے۔ اور ان کا ایسا سلوک ہندوستانیوں کے ساتھ ہے۔ غرضکہ ان کے اخلاق بہت اعلیٰ ہیں۔ انڈر گراؤنڈ ریلوے پر میں جاتا۔ تو وہاں بہت بھیڑ بھاڑ ہوتی۔ بھیڑ میں گورے جنٹلمین میرے لئے اپنی سیٹ چھوڑ کر کھڑے ہو جاتے۔ اور مجھے سیٹ آفر کرتے۔ میں نے وہاں کالے سے کوئی نفرت نہیں دیکھی۔ بلکہ ہندوستانیوں کو وہ عزت اور محبت سے دیکھتے پائے گئے۔ جب انڈیا میں سال ۱۸۹۷ء کا قحط تھا۔ لنڈن میں لارڈ میئر نے انڈیا کے قحط زدگان کی امداد کے لئے فنڈ کھولا۔ ایک مزدور لڑکی جس نے سیونگ بنک میں اپنا اندوختہ جمع کیا ہوا تھا۔ اپنا سارا اندوختہ سیونگ بنک سے نکال کر فیشن ہاؤس میں لے گئی۔ اور چندہ میں پیش کر دیا۔ جو افسر وصولی کی ڈیوٹی پر تعینات تھا۔ اس نے اس سے سوال کیا۔ کیا تم نے اپنے لئے کچھ رقم رکھی ہے یا نہ اس نے کہا نہیں۔ جو میرے پاس تھا۔ وہ سب کچھ دے رہی ہوں۔ وصولی کنندہ افسر نے اسے کہا۔ کہ یہ ٹھیک نہیں۔ تم کچھ روپے اپنے لئے بھی رکھو۔ اس نے جواب دیا۔ کہ جب ہمارے فیلو سبجیکٹس انڈیا میں اس قدر تکلیف میں ہیں۔ میں نہیں چاہتی۔ کہ اپنے لئے سرمایہ رکھوں۔ یہ تو فنڈ میں داخل کر لو۔ اور میں اور کما لوں گی۔

انہی دنوں ایک دن میں مسٹر کولڈسٹریم صاحب ریٹائرڈ کمشنر پنجاب کے ہاں گیا۔ وہاں ایک میٹنگ تھی۔ اور لدھیانہ زنانہ ہاسپیٹل میں ڈاکٹر مس برون کی امداد کے لئے ایک لیڈی سیکرٹری بھیج رہے تھے مسٹر کولڈسٹریم نے مجھے بتلایا۔ کہ ایک صاحب نے پندرہ سو پونڈ لدھیانہ فنڈ کے لئے دیا ہے۔ یہ ہمدردی ان کی اورینٹل قوموں کے ساتھ کس قدر قابل تعریف ہے۔ برخلاف ہٹلر کے زہریلے خیالات کے کہ وہ کہتا ہے۔ کہ کالی قوموں کو پالتو کتے کی طرح سیدھا کرو۔

اہل برطانیہ کی قربانی

اس جنگ میں بھی اہل برطانیہ کی غیروں کے لئے قربانی کی شاندار مثالیں ملتی ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ میں بیان فرمایا۔ کہ پچھلے دنوں ایک واقعہ ہوا۔ کہ ایک برطانی جہاز جرمن قیدیوں کو لے کر جا رہا تھا۔ جرمنوں نے ناواقفیت سے اس پر تارپیڈو سے حملہ کیا۔ جہاز غرق ہونے لگا۔ تو جن لوگوں کو کشتیوں پر جگہ مل سکی۔ وہ تو سوار ہو گئے۔ جہاز میں جو لوگ سوار ہوں۔ ان کے لئے ایسی پیٹیاں ہوتی ہیں۔ جنہیں باندھ کر آدمی دو دن پانی میں تیرتا رہتا ہے۔ اور اس اثنا میں ممکن ہوتا ہے۔ کہ کوئی جہاز اسے آکر اٹھالے۔ جن لوگوں کو کشتیوں پر جگہ نہ مل سکے۔ وہ پیٹیاں پہن لیتے ہیں۔ اس جہاز کے انگلش آفیسر نے دیکھا۔ کہ ایک جرمن قیدی ایسا ہے۔ کہ نہ اسکو کشتی میں جگہ ملی ہے۔ نہ اس کے پاس پیٹی ہے۔ اس افسر نے اپنی پیٹی اس کو دے دی۔ اور خود جا کر کپتان کے پاس کھڑا ہو گیا۔ جہاز غرق ہوا۔ تو وہ بھی ساتھ ہی غرق ہو گیا۔ گویا اس نے دشمن قیدی کی جان بچانے کے لئے اپنی جان دے دی۔ برخلاف اس کے جرمنی کا یہ حال ہے۔ کہ انہوں نے بچوں کا جہاز سمندر میں غرق کر دیا۔ عورتوں پر بم پھینکے جاتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

عزم و استقلال کا شاندار مظاہرہ

اہل برطانیہ یک جان ہو کر دشمن کے مقابلہ میں ڈٹے ہوئے ہیں۔ وہ خود اپنی حکومت سے مطالبہ کر رہے ہیں۔ کہ ان سے اور زیادہ ٹیکس وصول کئے جائیں۔ اور وہ ہفتہ وار بچت بنک میں جمع کرنے کی بجائے وار بانڈ خرید لیتے ہیں۔ اس جنگ میں برطانیہ کا قریباً پندرہ کروڑ روپیہ روزانہ خرچ ہوتا ہے۔ اور ان کا کریڈٹ دنیا میں اس قدر ہے۔ کہ ان کو کسی قسم کی محتاجی نہیں۔ لیکن ہندوستانیوں کے لئے یہ موقعہ ہے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو۔ تن۔ من۔ دھن سے اس جنگ میں امداد کے موقعہ کو ہاتھ سے نہ دے دیں۔ برطانیہ اور انڈیا ایک ہی کشتی میں سوار ہیں۔ اور ہندوستان کا بچاؤ اس کشتی کے بچاؤ میں ہے۔

فرض کرو ایک مکان میں مختلف اشخاص رہتے ہیں۔ جن میں آپس میں اختلافات اور جھگڑے بھی ہوں۔ تاہم جب ایک شخص سب کا دشمن آتا ہے۔ اور اس مکان پر گولہ باری شروع کرتا ہے۔ تو عقلمندوں کا کام یہ ہے۔ کہ اپنے اختلافات چھوڑ کر دشمن کا مقابلہ کریں۔ ورنہ وہ اپنا گھر کھو بیٹھیں گے۔

اللہ تعالےٰ سیدنا محمود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو ہمیشہ صحت و عافیت سے رکھے۔ اور لمبی عمر عطا فرمائے۔ یہ آپ کی فراست دور اندیشی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہدایات کی کامل پیروی کا نتیجہ ہے۔ کہ ہماری جماعت کو اس جنگ میں حکومت برطانیہ سے پوری ہمدردی ہے اور ہمیں ہدایت ہے۔ کہ ہم جان و مال سے حکومت برطانیہ کی امداد کریں۔ جو چندہ دے سکتے ہیں۔ وہ چندہ دے دیں۔ اور جو بھرتی ہو سکتے ہوں۔ وہ بھرتی ہو کر مدد دیں۔ اور برطانیہ کی کامیابی اور فتح کے لئے دعاؤں میں لگے رہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ہمیں تمام دنیا کے ہادیوں کی عزت اور تعظیم کا سبق دے رکھا ہے۔ یہاں تک کہ سری کرشن جی۔ سری رام چندر جی۔ گوتم بدھ۔ حضرت زرتشت۔ گورو باوا نانک صاحبؒ کی ہمارے دلوں میں ایسی ہی تعظیم اور عزت ہے۔ جیسے کہ ان کے پیروؤں کے دل میں۔ اگر یہی طریقہ ہندوستان کی قومیں اختیار کریں۔ تو یہ آئے دن کے باہمی مناقشات اور بھارت کے سارے دکھ درد دور ہو کر ملک میں امن اور آشتی پیدا ہو جائے۔ اور ہندوستان کا برٹش کامن ویلتھ میں عزت و اقتدار قائم ہو کر مختلف فرقے اور اقوام ترقی کے راستہ پر قدم زن ہوں۔ سہ

یہی اس کشمکش میں کامیابی کا سہارا ہے
کریں گر مل کے سب کوشش تو بیڑا پار ہے یارو

ولادت

(۱) ۵؍۱۱؍ہش کو مولوی محمد الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ تہال کے گھر میں خدا نے ایک اور لڑکا عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام حضور نے وسیم احمد تجویز فرمایا ہے۔ اسکی درازیٔ عمر و خادم دین و صالح ہونے کے واسطے دعا فرمائی جاوے۔

(۲) ایسا ہی جناب چودھری فضل الٰہی صاحب امیر جماعت کھاریاں کے ہاں بھی لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اسکی درازیٔ عمر و صالح و خادم دین ہونے کے متعلق دعا فرمائی جا

احمدی مشن!

ہمارا اولوالعزم خلیفہ

مجھے فضلِ عمر سے کیوں محبت ہے

ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے تو میں کہوں گا۔ کہ جس شخص کو حضرت عمر کی خاصیتیں دی گئی ہوں وہ میرے نزدیک قابلِ عزت اور لائق الفت ہے۔ کیونکہ عمرِ فاروق حضرت اکرم شاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفہ تھے۔ اور چونکہ حضرت فضلِ عمر خلیفۃ المسیح الثانی ان صفات سے پُر ہیں۔ اس لئے مجھے حضور سے محبت ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیرو ہونے کی بنا پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ سے مجھے اسلئے محبت کا دم بھرنے کا اشتیاق ہے۔ کہ حضرت محمود ایدہ الودود حضور مہدی علیہ السلام کے موعود فرزند اور آپ کے سلسلہ کے خلیفہ ہیں۔ میری محبت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ جب میں دیکھتا ہوں۔ کہ حضرت محمود اعظم ایدہ اللہ حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نہ صرف خلیفہ بلکہ موعود خلیفہ ہیں۔ ان تین جہتوں سے حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح کی محبت اور عظمت میرے دل میں راسخ ہے۔

اگر ایک عام دنیا دار کی نظر سے دیکھا جائے تو بھی حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمدؐ خلیفۃ المسیح الثانی آج کے تمام ابناءِ انسان میں ایک امتیازی شان رکھتے ہیں۔ دنیا کی نظر اس انسان کو قابل عزت سمجھتی ہے۔ جو ایک بڑے جتھے کی قیادت کر رہا ہو۔ کیونکہ ایک دنیا دار ساری طاقت کو ہی کائنات کا سہارا سمجھتا ہے۔ اور وہ گروہ اس کے احکام اور اشاروں کی پابندی میں دل و جان حاضر کرتا ہو۔ اور اس کے ایماء پر اپنی زندگی لٹانا ہی حیات سمجھے۔ اس لحاظ سے بھی میرے محمود ایدہ اللہ میں کوئی کمی نہیں۔ میرے آقا کا اشارہ ہم کو تڑپا سکتا ہے۔ اور میرے آقا کا ایک حکم ہمیں ایک لاثانی قربانی کا نمونہ دکھانے کے لئے کافی ہے۔ میرا مقدس امام ہماری جانوں کا مالک ہے میرا پاک محمود ایدہ اللہ ہمارے مالوں کا والی ہے اور میرا اولوالعزم خلیفہ ہماری عزت کا پاسبان ہے۔ حضور ہمارے صحیح راہنما ہیں۔ اور ہمارا درد رکھنے والے راہبر ہیں۔ ہم حضور سے انتہائی محبت رکھتے ہیں۔ کہ آپ سے بڑھ کر پیار کرنے والا ہمیں کوئی آقا نہیں ملے گا۔ اور ہم حضور پر فدا ہیں۔ کہ آپ سے بہتر خوبیوں والا آقا ہمیں میسّر نہیں ہوگا۔

بعض دنیا داروں کی نظر میں وہ شخص قابل عزت ہوتا ہے۔ جو علم کا مالک ہو۔ اور دقیق علوم کا واقف ہونے کے علاوہ محقق بھی ہو۔ اس پہلو سے بھی اگر میرے مطاع حضرت محمود خلیفۃ المسیح الثانی کی مقدس شخصیت پر نظر ڈالی جائے۔ تو حضور کی ذات میں کسی کمی کی گنجائش نظر نہیں آتی۔ حضور کے علم کا یہ عالم ہے۔ کہ شدید سے شدید دشمن اور متعصب سے متعصب انسان بھی آپ کے عالم بے مثال ہونے کا اعتراف کرتا ہے۔ اور حضور کے کلمات طیبہ سنکر بے اختیار سبحان اللہ کہہ اٹھتا ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا ہے۔ کہ وہ شخص جو سلسلہ احمدیہ کا نام سننا بھی باعث خفت سمجھتا تھا۔ ایک دفعہ اس نے حضور کی تقریر سنی۔ تو دورانِ تقریر میں سر ہلا ہلا کر سبحان اللہ کہہ رہا تھا۔

ایک راہنما کے لئے یہ بھی ضروری سمجھا جاتا ہے۔ کہ وہ قوم کے لئے بے لوث قربانی کرے اور ایثار کا بہترین نمونہ پیش کرے۔ آج اس صفت کا وجود اگر صحیح طور پر دنیا میں کسی انسانی وجود میں مل سکتا ہے۔ تو وہ حضرت امامنا خلیفۃ المسیح کی ذات مبارک ہے۔ حضور ایدہ اللہ کی قومی زندگی ایک بے نظیر اور قابل رشک زندگی ہے۔ آپ کی کامل توجہ قومی بہبودی میں کوشاں ہے۔ آپ کا تمام وقت قومی افکار میں گزرتا ہے۔ آپ کا آرام۔ آپ کی راحت قومی کاموں پر قربان ہو چکی ہے۔ حضور تمام دن جماعت کے کاموں میں مشغول رہتے ہیں۔ تمام نمازیں باجماعت ادا کرنی ہوتی ہیں۔ نفلی نمازیں بھی حضور کی روزمرہ عبادت میں داخل ہیں۔ اتنے بڑے کنبے کی پرورش کا خیال بھی رکھنا پڑتا ہے۔ مطالعہ۔ تصنیف ڈاک پڑھنا اور احباب کو مشورے دینا بھی حضور کے روزانہ مشاغل کا حصہ ہیں۔ میں تو ان مصروفیتوں کو دیکھ کر اندازہ بھی نہیں لگا سکتا۔ کہ کس طرح ان کو سرانجام دیا جا سکتا ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حضور ان تمام امور کو بطریق احسن ہر روز پورا کرتے ہیں۔ اور آپ کی نظر سے کوئی امر مخفی نہیں ہوتا۔ ہر شعبہ ہر حصہ اور ہر نقطہ پر حضور کی نظر رہتی ہے۔ تو ایسے بیدار مغز اور سخت فہیم انسان کی فوقیت کے اعتراف کا ذریعہ جان نثار کرنے کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ حضور کی مالی قربانی سے احباب کو آگاہ کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ بڑے بڑے مالداروں سے بڑھ کر حضور سلسلہ کو مالی امداد دیتے ہیں۔ کسی تحریک میں حضور مالی قربانی کرنے میں صفِ اول سے پیچھے نہیں رہے۔ بلکہ حضور ہی کی پیشقدمی دوسروں کے لئے تحریک بنا کرتی ہے۔

ان سطحی امور کو چھوڑ کر میں ایک اور نقطہ کے مدنظر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ذات کو دیکھتا ہوں۔ جس نقطہ کو عام کج نظر دنیاداروں کی بصیرت نہیں جانچ سکتی۔ حالانکہ حقیقت میں انسانیت کے لئے قابل فخر زیور وہی ہے۔ اور اسی سے انسان کی ہستی مزیّن دکھائی دیتی ہے۔ وہ نقطہ صفتِ روحانیت سے متصف ہونا ہے جس کے پیشِ نظر میں حضور خلیفۃ المہدی کی ذات مبارک سے انتہائی عشق رکھتا ہوں۔ روحانیت کی بنیاد ہے اپنے خالق سے رشتۂ الفت اور پیوندِ محبت رکھنا۔ اور آج روئے زمین پر تمام بنی نوع انسان سے بڑھ کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو خدا تعالےٰ سے تعلق ہے۔ اور حضور محض اس ہستی کے سہارے تمام دنیا کی مخالفت کو خس راہ جتنی وقعت بھی نہیں دیتے۔ اور دشمنوں کے بے پناہ مظالم پر حضور خنداں نظر آتے ہیں۔ جس میں روحانیت نہیں وہ انسانیت سے عاری ہے۔ روحانیت کے بغیر خالق و مالک خدا کی ہستی کو نہیں پہچانا جا سکتا۔ وہ زندگی عبث اور قابلِ نفرت ہے۔ جسے خدا تعالیٰ کی نصرت اور تائید حاصل نہیں۔ وہ عزیز خدا نہایت بلند اور نہایت قوتوں والا ہے۔ اس کو ڈھونڈ لینا تمام کامرانیوں کو شرمندہ کرتا ہے۔ اور اس کو پا لینا تمام نعماء کے حصول سے کہیں بڑھ کر ہے۔ میرے آقا حضرت محمود خلیفۂ وقت نے خدا کو دیکھا ہے۔ میرے امام حضرت خلیفۃ المسیحؑ کو خدائے ودود کی اعانت اور نصرت حاصل ہے۔ اور میرے مقدس مطاع کو خداوند کریم سے ایک گہرا رشتہ ہے۔ اسی وجہ سے مجھے حضور سے والہانہ عشق ہے۔ کہ حضور خدا تعالیٰ کی محبت سے بہرہ ور ہیں۔ اور مجھے حضور سے شدید الفت ہے۔ کہ حضور خداوند کریم کی نظرِ عنایت کے مرجع ہیں۔ اور میں حضور ایدہ اللہ پر فدا ہوں۔ کہ حضور اللہ تعالیٰ کی روحانیت کے ناشر ہیں۔ اور میں دل و جان سے حضور پر قربان ہوں۔ کہ حضور خدا تعالیٰ کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچانے والے ہیں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اے میرے خالق مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے احکام بجا لانے کی توفیق عطا فرما۔ اور اے میرے خدا! مجھے حضور کی آواز پر لبیک کہنے کی توفیق دے۔ اور اے میرے مولا! تو حضور ایدہ اللہ کو اپنے مقاصد میں نہایت شاندار کامیابی دے۔ اور حضور کے مقاصد کے پورا ہونے میں مجھے ایک آلہ کے طور پر بنا۔ اور میرے مالک حضور کو طویل عمر عطا کر۔ اور حضور کے طفیل جماعت احمدیہ کو ترقی کے انتہائی زینہ پر لے جا۔ اور ہمیں توفیق دے۔ کہ ہم دین کی خاطر دنیا سے بے پروا ہو جائیں۔ اور ہمیں طاقت بخش کہ ہم دین کی خاطر ہر مصیبت اور ابتلاء کو تیری رحمت کا پیش خیمہ سمجھیں۔ آمین اللّٰھم آمین۔ خوش نصیب ہے وہ انسان جو دامنِ خلافت سے وابستہ ہے۔ اور بدقسمت ہے وہ وجود جس کے دل میں محمود ایدہ اللہ تعالیٰ کی عداوت ہے۔

زندہ باد اے سیدی محمود احمدؐ زندہ باد!

تجھ سے قائم ہے جہاں میں احمدیت کا وقار
تیرے دم سے جوش میں ہے رحمتِ پروردگار
باطلِ حق پوش کا باطل ہوا ہے آشکار
رہنمائے دین! تجھ پر رحمتیں ہوں بے شمار
زندہ باد اے سیدی محمود احمدؐ زندہ باد
تجھ سے اُجڑا کفر کا سنورا ہوا رنگیں شباب
کر دیا تثلیث کو تُو نے پریشان و خراب
رہنمایانِ ضلالت آج ہیں وقفِ عتاب
اللہ اللہ اہل یورپ اور ان کا اضطراب
زندہ باد اے سیدی محمود احمدؐ زندہ باد
بحرِ عرفاں میں تلاطم ہے تری آواز سے
نغمۂ توحید ہوگا زندگی کے ساز سے
ہے فقط تو آشنا اسلام کے ہر راز سے
بڑھ گیا تیرا کرشمہ عیسوی اعجاز سے
زندہ باد اے سیدی محمود احمدؐ زندہ باد
خاک کے ذروں کو دی خورشید کی تابندگی
نوجوانوں کو عطا کی اک نئی ہے زندگی
یہ تری عقل و فراست یہ تری فرخندگی
تجھ سا اب شاید زمانے میں نہ پیدا ہو کبھی
زندہ باد اے سیدی محمود احمد زندہ باد

(نسیم سیفی بی۔ اے فیروز پور شہر)

مخلصین جماعت کے نام ایک دردمندانہ پیغام

اٹھو

اور فاروق کا ساتھ دو

اے مخلصین جماعت! نصف صدی سے کچھ اوپر برس گذرنے کو آئے۔ کہ حق تعالیٰ نے باطل کی فضائے آسمانی میں دھجیاں بکھیرنے اور صداقت کا پرچم لہرانے کے لئے تم میں نہیں نہیں روئے زمین پہ بسنے والے تمام آدم کے بیٹوں میں اپنا مسیح موعودؑ بھیجا۔ جس نے اس دلربا ہاں ہاں صداقت بھری آواز کو جسے صاحب لولاک شاہِ مکی و مدنی صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے آج سے چودہ صدیاں قبل مکہ مکرمہ کی بے آب و گیاہ وادی سے نعرۂ تکبیر کے ساتھ دو اللہ اکبر کے مقدس لفظوں میں بلند فرمایا تھا۔ ازسر نو بلند کیا۔

مگر آہ چند لاکھوں کے سوا کروڑوں فرزندانِ آدم نے اسکی کچھ بھی پروا نہ کی۔ بلکہ خدا کے مسیحؑ کے مقابل باطل کی حمایت میں لگ گئے۔ اور اس طرح دربارِ الٰہی سے راندے ہوئے شیطان کو خوش کیا لیکن پیارو! میں تمہیں جو خدائے ارض و سما کے محبوب مسیحا کی آواز پر صدق دل سے لبیک کہنے والے ہو۔ مبارک ہزار مبارک دیتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنی توحید کی منادی کے لئے چن لیا۔ جس پر جس قدر بھی تم سجداتِ شکر بجا لاؤ کم ہے کیونکہ ؎

پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

اس لئے اے توحید کے منادو! مسیح موعودؑ کے جان نثارو! میں تمہیں تمہارے فرضِ منصبی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہتا ہوں۔ کہ دیکھو! مادہ پرست اقوام کس طرح دنیوی اغراض و مقاصد کے پیشِ نظر اپنے پریسوں کو مضبوط کرنے میں دن رات کوشاں ہیں۔

عیسائیت جس کے مٹانے کے لئے تم کھڑے کئے گئے ہو۔ کیسے پانی کی طرح کروڑ ہا روپیہ اخباری دنیا کے ذریعہ تثلیث وغیرہ عقائد باطلہ کی اشاعت پر لگا رہی ہے۔

ویدک دھرم جو دوسرے درجہ پر اسلام کا جانی دشمن ہے۔ اور جو کعبۃ اللہ پر اوم کا جھنڈا لہرانے کے خواب دیکھ رہا تھا۔ کس طرح سینکڑوں اخبارات کے ذریعہ ویدوں کا پرچارک بن رہا ہے۔

غیر احمدی بھائی جو عقائد صحیحہ کو ترک کر کے من گھڑت عقائد حیاتِ مسیح وغیرہ کی پیروی کر رہے ہیں بھی احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے مٹانے پر تلے ہوئے ہیں۔ اور بیسیوں اخبارات کے ذریعہ اہل دنیا کو حق کے خلاف اکسا رہے ہیں لیکن آپ کو جن کو میرے پیارے اللہ نے اپنے محبوب ہاں محبوبوں کے محبوب شہزادۂ یثرب صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی عزت و ناموس پر گندے سے گندے حملے کرنے والوں کی سرکوبی کے لئے اپنے مسیح قدنی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ کھڑا کیا ہے۔ پوری طرح دشمنانِ اسلام کے منصوبوں اور گندے ارادوں کی طرف توجہ نہیں۔ پس ؎

اٹھو ہمت کو باندھو کمر ہشیار ہو جاؤ

معاف رکھنا اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ تم باطل کا مقابلہ نہیں کر رہے۔ کر رہے ہو اور ضرور کر رہے ہو۔ مگر اے حضرت محمود ایدہ اللہ کے بہادر سپاہیو! احمدیت تم سے مزید قربانیوں کا مطالبہ کر رہی ہے۔ اس لئے میں تمہیں نہایت مؤدبانہ طور پر مگر پورے زور کے ساتھ کہتا ہوں۔ کہ آؤ ہم مسیح محمدی کے عطا کردہ روحانی اسلحہ سے مسلح ہو کر طاغوتی لشکروں کو کچل کر رکھ دیں۔ تا روزِ قیامت کو تاریخ احمدیت ہمارے ان سنہری کارناموں کو خدائے قدوس کے حضور پیش کر کے ہمیں رضائے الٰہی کا تمغہ حاصل کرا سکے۔ (آمین ثم آمین)

گوش ہوش سے سنو یہ اتنا بڑا اور مبارک کام بجز مالی اور قلمی جہاد کے نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ہمیں اپنے پریس کو مضبوط کرنا چاہیئے۔ کیونکہ فی زمانہ یہی ایک ایسا ذریعہ ہے۔ جس سے ہم دشمنوں کو مغلوب اور خود کو غالب کر سکتے ہیں۔

دیکھو ہمارا فاروق جس نے میدانِ مقابلہ میں دشمنانِ سلسلہ حقہ کے خوب دانت کھٹے کئے ہیں۔ اب بھی بدستور افواج باطلہ کے مقابل سینہ سپر ہے۔ مگر افسوس اس کے ہمراہی قلیل التعداد اور اغیار تعدادِ کثیر ہیں۔ لیکن پھر بھی فاروق نے ہمت نہیں ہاری کیونکہ اس کا جو سرپرست ہے۔ وہ بار بار اپنے مقدس خطبات میں بڑھتے چلے جاؤ بڑھتے چلے جاؤ کے الفاظ میں تھپکی دیئے جا رہا ہے۔ اور اپنی قوم کے جواں ہمتوں کو تلقین فرما رہا ہے۔ کہ احمدیت کے بہادرو! فاروق کی اشاعت کو بڑھاؤ۔ تا کہ وہ احمدیت کی تبلیغ زیادہ سے زیادہ لوگوں میں کر سکے۔

خدا کا شکر ہے کہ کچھ عرصہ سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر مخلصین جماعت میں سے درجنوں احباب نے لبیک کہا اور کہہ رہے ہیں۔ جو کہ بقول صاحب فاروق غالباً بارہ سو کی تعداد تک پہنچے ہیں الحمد للہ۔ لیکن کیا؟ اتنی تھوڑی سی تعداد کروڑوں کا مقابلہ کر سکے گی۔ واقعات بتلاتے ہیں۔ کہ نہیں۔ اسلئے ہمیں باطل کے مقابلہ میں اور بھی بڑھنا چاہیئے۔ اور پوری طاقت کے ساتھ فاروق کا ساتھ دینا چاہیئے۔ کیونکہ ؏

فاروق کی اشاعت لازم ہے تم پہ بھائی

کیوں لازم ہے۔ سُن لو! فاروق کے مندرجہ ذیل مشن ہیں۔ جو خالص احمدیت کی تبلیغ کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔

(۱) احمدی مشن اس کے ذریعہ فاروق تمہارے ازدیادِ ایمان کا موجب بنتا ہے۔ اور حقیقی رہنما بن کر تمہیں بتلاتا ہے۔ کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔ جو انسان کے لئے مدارِ نجات ہے۔ جس کی ہفتہ بھر میں منادی کرتا ہوں۔ اور اس پر کئے گئے حملوں کا دندان شکن جواب دیتا ہوں۔

(۲) پیغامی مشن اس کے ذریعہ فاروق تمہیں ۱۴؍ مارچ ۱۹۱۴ء کا دن یاد دلاتا ہے۔ جس دن کہ منافق اور کمزور الایمان احمدی مشن سے کٹ کر اور خدا کے رسول کے تخت گاہ کو چھوڑتے ہوئے جانب لاہور چل دیئے۔ اور عقائد مسیح موعود کے خلاف نئے نئے عقائد کی بنیاد رکھتے ہوئے نبوت مسیح موعود اور خلافت احمدیہ سے منحرف ہو بیٹھے تھے۔ فاروق ان بھگوڑوں کی چالاکیوں اور گندے ارادوں سے خوب آگاہ کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ اے احمدی احباب! دیکھنا کہیں ان کے خوشنما باغات پر فریفتہ ہو جانا۔ ورنہ ان کی طرح درگاہ الٰہی سے راندے جاؤ گے۔

(۳) غیر احمدی مشن فاروق بتاتا ہے۔ کہ یہ وہ مشن ہے۔ جس نے نبی عربی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو ترک کر کے علماء سوء کی اطاعت کا جُوا اپنی گردنوں پر اٹھا لیا ہے اس لئے تم اس سے بچو۔ اور جس طرح میں ان کی تردید میں دن رات مصروف ہوں۔ تم بھی اس کارِ خیر میں میرا ساتھ دو۔

(۴) عیسائی مشن یہ وہ مشن ہے۔ جس سے فاروق توحید پرستوں کو کماحقہٗ آگاہ کرتے ہوئے بیداری کا سبق دیتا ہے۔ اور بتاتا ہے کہ دراصل اسی مشن کے استیصال کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنا مسیح موعود بھیجا۔ اور اسے کاسر الصلیب کے لقب سے ملقب فرمایا۔ کیونکہ اس مشن کے مناد پادریوں نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی تعلیم مقدس کو پس پشت پھینک کر تثلیث ابنیت خدا اور کفارہ مسیح" وغیرہ باطل عقائد گھڑ کر لکھوکھہا بندگان خدا کو خدائے وحدہٗ لاشریک کی توحید سے پھیر دیا ہے۔ اور معاذ اللہ معاذ اللہ امہات المؤمنین اور پاکوں کے سردار رسولوں کے فخر محمد عربی صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی ذات ستودہ صفات پر گندے سے گندے کمینے اور حیا سوز حملے ہزارہا کتب میں کئے ہیں۔ جن کے دیکھنے سے انسانیت سر پیٹ رہی ہے۔

فاروق کہتا ہے۔ کہ اے احمدی باپو اور ماؤں! تم جہاں خود اس مشن کی تباہی کی دردِ دل کے ساتھ دعائیں کرو۔ وہاں اپنے تعلیمیافتہ اور جواں ہمت بیٹوں کو جن میں احمدیت کی روح کام کر رہی ہے۔ خلیفۂ وقت کی فرمودہ تحریکِ جدید پر لبیک کہتے ہوئے پیش کرو۔ تاکہ وہ بھی میری طرح جانفشانی سے اس دشمن ایمان کا مقابلہ کر سکے۔

(۵) دیانندی مشن اس مشن کی بھی فاروق نے اچھی طرح حقیقت کھولی ہے۔ اور اسکی "نیوگ" جیسی گندی تعلیم کا پبلک میں خوب پردہ چاک کیا ہے۔ اور اب مجال کہ آریہ مسافر۔ پرکاش۔ آریہ گزٹ آریہ ویر وغیرہ دیانندی اخبارات فاروق کے سامنے آ سکیں۔ کیونکہ فاروق انہیں مخاطب کرتے ہوئے ڈنکے کی چوٹ کہتا ہے۔ ؎

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار تم سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

(۶) خالصہ مشن جو چار سو سال قبل کے بزرگ حضرت بابا نانک علیہ الرحمۃ پر اپنی جان نچھاور کرنے کے لئے تیار رہے کی بھی فاروق کبھی کبھی رہنمائی فرما دیتا ہے۔ کیونکہ یہ جانتا ہے۔ کہ خالصہ قوم بھی اسی واہگورو کا نام جپتی ہے۔ جس نے عرب دیش میں اپنا پیغمبر محمد نامی (صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) مبعوث کیا۔ اور آپ پر قرآن شریف جیسا مقدس کلام نازل فرمایا۔ جس کی نسبت حضرت بابا صاحب فرماتے ہیں ؎

تریہے حرف قرآن دے تریہے سپارے کین
تس وچ پند نصیحتاں سنکر کرو یقین
(جنم ساکھی صـ ۳۲۰)

پھر اس قوم کی سیاسی رہنمائی کرنا بھی فاروق کے مقاصد میں سے ایک ہے۔ اور اسکی طرف بھی کبھی نہ کبھی فاروق توجہ کر ہی دیتا ہے۔ سیاسی اس لئے میں نے کہا ہے۔ کہ کچھ عرصہ سے ہندو لوگ

سکھوں کو اپنا قریبی بتا رہے ہیں۔ اور اپنے اخبارات میں اپدیش دے رہے ہیں۔ کہ اے خالصہ قوم! تو بھی ہندو دھرم ہی کی ایک شاخ ہے۔ اسلئے تجھے مسلمانوں سے بچنا چاہیئے۔ کہیں وہ تجھے اپنا ہی نہ بنا لیں۔

حالانکہ سکھ بھائی ہمارے ہی بزرگ باباجی کے نام لیوا ہیں۔ اور توحید اسلامی کے قائل۔ نہ کہ ہندو قوم کی طرح اصنام وغیرہ کے پجاری جن کا عمر بھر حضرت باباصاحب کھنڈن کرتے رہے۔

فاروق مندرجہ بالا ہندی چالاکی سے سکھ بھائیوں کو آگاہ کرکے اور مسلمانوں کی صحیح اور جائز وکالت کرتے ہوئے کہتا ہے۔ ؎

کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہوگی
یہ اوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی

اور ساتھ ہی تم کو توجہ دلاتے ہوئے تلقین کرتا ہے کہ دیکھو۔ سکھ تمہارے بھائی ہیں۔ ان کا پوری طرح خیال رکھنا۔ اور انہیں کسی بنئے کے ہاتھ بکنے نہ دینا۔ کیونکہ ان کا گرو جو کہ ہمارا بھی بزرگ تھا۔ کہہ گیا ہے کہ ؏

پڑھیو کلمہ رب دا محمد نال ملائے
(جنم ساکھی بھائی بالا ص ۱۲۱)

اور ؎ کلمہ اک یاد کر اور نہ بھاکھو بات
نفس ہوائی رکن الدین تسیں ہویں مات
(" " ص ۲۲۱)

پھر فاروق تمہیں پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایمان افروز خطبات۔ تحریک جدید۔ مجلس خدام الاحمدیہ اور مرکز کے دیگر دفاتر کے اعلانات بھی پہنچاتا ہے۔

نیز سیاسی۔ تمدنی۔ معاشرتی۔ ملکی اور جنگی وغیرہ حالات سے بھی تمہیں باخبر کرتے ہوئے بتاتا ہے کہ دیکھو یہ سب انقلاباتِ عظیم حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کی صداقت کے چمکتے ہوئے نشانوں میں سے ہیں۔ جن کی نسبت قبل از وقت خدا تعالیٰ کے مامور نے دنیا والوں کو اطلاع دے دی تھی۔

غرض کیا کیا بتاؤں فاروق زمانہ ہائے ماضی حال اور مستقبل کے تمام حالات اور واقعات کو تمہارے سامنے رکھتا ہے۔ لیکن باوجود ان تمام مندرجہ بالا خوبیوں کے ایڈیٹر صاحب فاروق نے (جو وسیع القلب ہیں) اسے تمہارے ہاتھ نہایت حقیر سی رقم یعنی کل ڈھائی روپیہ پر فروخت کر دیا ہے۔ لہٰذا تمہارا فرض ہے۔ کہ اتنے اوصاف کے حامل فاروق کو دوڑ کر قبول کرو۔ کیونکہ اتنی عظیم الشان خوبیوں والا اور اتنی کم قیمت کا اخبار کسی اور جگہ سے تمہیں میسر نہ ہو سکے گا۔ اور دعائیں دو فاروق کے ایڈیٹر صاحب کو جنہوں نے خود اتنا بڑا بوجھ اٹھاتے ہوئے تمہیں سہولتیں پہنچائیں۔ لو اب میں آخر میں السلام علیکم عرض کرتا ہوا تم سے رخصت ہوتا ہوں۔ اور دیکھتا ہوں۔ کہ کتنے صاحب ہمت میرے اس دردمندانہ پیغام کو سنکر فاروق کا ساتھ دیتے ہیں۔

نیز دعا کرتا ہوں۔ کہ آپ سب کے اموال میں اللہ تعالیٰ برکت ڈالے اور جو فاروق کا سرپرست ہے۔ (یعنی سیدنا محمود ایدہ اللہ) اسے تا دیر ہم میں سلامت رکھے۔ تاکہ ہم یا ہماری نسلیں اس کے مبارک ہاتھوں احمدیت کی عظیم الشان فتوحات کا زمانہ دیکھ لیں۔ آمین ثم آمین۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین

(خواجہ خورشید احمد مجاہد سیالکوٹی قادیان)

ہندوستان کی جماعتوں کیلئے سال ہفتم کے وعدے کرنے کی آخری تاریخ ۱۸ رجنوری ۱۹۴۱ء

سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ۳ رجنوری ۱۹۴۱ء کے خطبہ کا خلاصہ آج کے "اخبار فاروق" میں شائع ہو رہا ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ "تحریک جدید سال ہفتم" کے وعدوں کی آخری تاریخ جماعت قادیان کے لئے ۸ رجنوری ہے۔ اور ہندوستان کی جماعتوں کے لئے بھی اصل میعاد تو یہی ہے۔ مگر جو جماعتیں کسی وجہ سے ۸ رجنوری تک وعدہ نہ بھیج سکیں۔ ان کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت یہ رعایت منظور فرما دی ہے۔ کہ وہ ۱۷ رجنوری ۱۹۴۱ء تک اپنی فہرستیں مکمل کر لیں۔ اور ۱۸ رجنوری ۱۹۴۱ء کو اپنے مقامی ڈاکخانہ میں ڈال دیں۔ ۱۸ رجنوری کے ڈالے ہوئے وعدے مرکز میں خواہ کسی تاریخ کو پہنچیں۔ ۱۷ رجنوری ۱۹۴۱ء کی میعاد کے اندر سمجھے جائیں گے۔ پس ہر احمدی کو جو تحریک جدید کی مالی قربانیوں میں شمولیت کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور چاہتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خلوص دل سے قربانی کرتا ہوا اپنے ایمان کی تکمیل کرے۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پانچہزار والی پیشگوئی کے پورا کرنے میں حصہ دار ہو جائے۔ چونکہ تحریک جدید کی قربانیاں ہی ایسی شان اور اہمیت رکھتی ہیں۔ کہ اسمیں خلوص دل سے شامل ہونیوالے وہ ہیں۔ کہ ان کے نام ادب واحترام سے تاریخ اسلام میں ہمیشہ زندہ رہیں گے کیونکہ یہ وہ نیکی ہے۔ جس کا موقعہ اللہ تعالیٰ نے صدیوں کے بعد جماعت احمدیہ کو عطا فرمایا ہے۔ اور جو اس سے محروم رہ جاویں گے۔ وہ ندامت کا شکار رہیں گے۔ مگر ندامت ان کو کوئی فائدہ نہ دیگی۔ پس پھر کیوں نہ انسان ندامت کے آنے سے پہلے اپنے لئے زادِ راہ مہیا کرے۔ اس لئے ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ اگر اس کا ایمان اور اس کا دل کہہ رہا ہے۔ کہ ایسی مبارک اور بابرکت تحریک میں ضرور شامل ہو

ثنائی مشن!

اصولی غلطیوں کے مرتکب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری

ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور

رکھی ہیں بالائے طاق اپنی روایاتِ قدیم ٭ دوسروں کے قصے اوروں کے فسانے یاد ہیں
اور یہی ہم کو سبق دیتے ہیں استادانِ وقت ٭ حضرت فیاض! یہ حضرت بڑے استاد ہیں

ناظرین فاروق! گذشتہ مضمون میں میں نے وعدہ کیا تھا۔ کہ پھر کسی وقت آپ حضرات کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ عرض کروں گا۔ سو خدا کے فضل وکرم سے اس وعدہ کو وفا کرنے کے لئے آج حاضر ہو گیا۔ امید واثق ہے۔ کہ آپ پہلے کی طرح اس دفعہ بھی میری باتیں بغور پڑھیں اور سنیں گے۔

حق کی مخالفت کا نتیجہ

یاد رہے کہ یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ کہ حق کی مخالفت اور عداوت سے اچھا بھلا انسان بھی اندھا ہو جاتا ہے۔ اور بوجہ ضد وتعصب۔ کینہ وبغض کے وہ ایسی راہ اختیار کر لیتا ہے۔ جو عدل وانصاف کے سراسر منافی اور ہلاکت خیز راہ ہوتی ہے۔ آپ زمانہ ماضی کے واقعات چھوڑیئے حال ہی پر نگاہ کیجئے۔ تو آپ کو مندرجہ بالا امر کا عملی ثبوت مل جائے گا۔

کوئی صدیوں کی بات نہیں۔ ابھی پچاس برس ہی کا عرصہ گزرتا ہے۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رب السمٰوٰت والارض اپنے بندوں کی اصلاح کے لئے کھڑا کر دیتا ہے۔ کہ علمائے زمانہ حضور علیہ السلام کی مخالفت پر اندھا دھند کمر باندھ لیتے ہیں۔ اور ان کی طرف سے وہ طوفانِ بے تمیزی اور ہنگامہ شر برپا کیا جاتا ہے۔ کہ الامان۔ الحفیظ۔ حتّٰی کہ اس جوش مخالفت میں آکر علماء کہلانے والے اپنے پیش کردہ اصولوں کو بھی خیرباد کہہ دیتے ہیں اور نہیں خیال کرتے کہ غیر تو غیر اپنے ہی ہمیں اس پر کیا لعنت ملامت کریں گے۔ مگر اور کیا ہوا جبکہ ؎

بدگمانی نے انہیں مجنون واندھا کر دیا

چنانچہ مذکرہ بالا قسم کے علماء میں سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت کرنیوالے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری بھی ایک ہیں۔ جنہوں نے صداقت کو مٹانے کی خاطر سر سے پاؤں تک کا زور لگایا ہے۔ اور بدستور لگا رہے ہیں۔ مگر کوئی حیلہ کارگر ثابت نہیں ہو سکا۔ اور ہوتا بھی کیونکر؟ جبکہ مولوی صاحب حق کی مخالفت پر تلے ہوئے تھے۔ مولوی صاحب موصوف نے جوش عناد میں آکر اپنے بیان کردہ اصولوں پر بھی لکیر کھینچ دی ہے۔ جس کا عملی ثبوت دینے کے لئے میں نے قلم اٹھایا ہے۔

ثنائی پیشکردہ اصولی غلطیاں

ناظرین اپنے ہاں گوش ہوش سے سنئے! مولوی صاحب اپنے اخبار "اہلحدیث" مورخہ ۲۹ جون / ۶ جولائی ۱۹۱۷ء ص ۹ کالم ۱-۲ پر یوں رقمطراز ہیں۔ کہ

(۱) "مقام حیرت ہے۔ کہ مذہبی تنازعات میں ہم لوگ مذہب کی ہدایت سے کیوں باہر جاتے ہیں۔ دو باتوں میں ہماری سخت غلطی ناقابلِ عفو ہے۔ ایک یہ کہ جس مخالفت کی ہم تردید کرتے ہیں۔ اس کے اصلی الفاظ اور اصلی خیالات سے گزر کر بہت سے خیالات اس پر غلط تھوپنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جن کو وہ اپنا خیال نہیں جانتا۔ پھر لطف یہ ہے۔ کہ اس کے کلام سے ایسے مفہومات نکالتے ہیں۔ جو اس کے ذہن میں نہ ہوں۔ بلکہ اس کے فرشتوں کو بھی خبر نہ ہو۔"

(۲) "دوسری غلطی ہم یہ کرتے ہیں۔ کہ فریق مخالف کا ذکر ان لفظوں میں کرتے ہیں۔ جو اپنے حق میں سننا نہیں چاہتے۔ حالانکہ ہم کو سوچنا چاہیئے۔ کہ جو لفظ یا لقب ہم اپنے حق میں سننا نہیں چاہتے۔ وہ دوسروں کے حق میں کیوں بولیں اور لکھیں۔ قرآن مجید اسی لئے منع کرتا ہے۔ لا تنابزوا بالالقاب۔ آپس میں برے برے خطاب ایک دوسرے کو نہ دیا کرو۔"

اسی طرح تفسیر ثنائی میں بھی لکھتے ہیں:۔ "راقم

حصہ ہونا ہے۔ تو وہ اپنا وعدہ اپنے مقامی سیکرٹری کو فوراً لکھا دے۔ یا براہِ راست لکھ کر حضور کے پیش کر دے۔ یا دفتر تحریک میں حضور کے پیش کرنے کے لئے بھیج دے۔ مگر ہندوستان کے احباب یہ نہ بھولیں۔ کہ ان کے لئے زیادہ سے زیادہ وعدہ حوالہ ڈاک کرنے کا وقت ۱۸ رجنوری ۱۹۴۱ء ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسی اہمیت والی تحریک میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے والسلام۔ خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید۔

کہتا ہے۔ یہ ایک پاکیزہ اصول ہے۔ کہ مناظرہ میں فریق مخالف کے بزرگوں کو انہیں لفظوں سے یاد کرنا چاہیئے۔ جن لفظوں سے ہم اپنے بزرگوں کا نام سننا چاہیں۔ افسوس ہے۔ کہ زمانہ حال میں اس طریق کی گفتگو بہت ہی کم ہوتی ہے۔ جس کا نتیجہ ظاہر ہے۔" (ص۹۶)

اب آئیے ذرا ان ثنائی پیشکردہ اصولوں پر حضرت ناصح امرتسری اور بٹالوی صاحب کی روحانی فرزندیت کا حق ادا کرنے والے مولوی ثناء اللہ صاحب کو پرکھیں۔ کہ آیا خود بدولت جناب ایڈیٹر صاحب اخبار "اہلحدیث" بھی ان اصولی غلطیوں سے بری ہیں یا کہ انہیں میں مقید اور مثل مشہور "ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور" کے مصداق۔

پہلی اصولی غلطی کا مرتکب

سو جب ہم واقعات کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔ تو ہمیں بڑے افسوس اور حیرت کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ مولوی صاحب نے بھی بنئے کی طرح لینے کے بٹے اور دینے کے اور رکھے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ ابھی آپ ملاحظہ فرمالیں گے۔

معزز ناظرین! آپ پہلی ثنائی بیان کردہ اصولی غلطی کو مدنظر رکھ کر امرتسری کی تصنیفات کو بغور پڑھیں۔ جو اس نے احمدیت کی تردید میں سیاہ کی ہیں۔ تو آپ کو ان میں سے سینکڑوں امثال ایسی ملیں گی۔ جو اس اصولی غلطی کا مرتکب بٹالوی کے روحانی پسر ثنائی وجود کو قرار دیتی ہیں۔ بطور نمونہ دو تین مثالیں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

مثال اول مولوی صاحب نے "عقائد مرزا" نامی آٹھ صفحہ کا ایک ٹریکٹ لکھا ہوا ہے (جو اس وقت میرے سامنے ہے) جس کے پہلے صفحہ پر بایں الفاظ رقم فرماتے ہیں۔ کہ "بعض حصص ملک سے استفسار آتے ہیں۔ کہ مرزا کے عقائد کیا ہیں؟ اور علماء کرام ان کے مخالف کیوں ہیں؟ اس سوال کے جواب دینے کو یہ چند اوراق متضمن "عقائد مرزا" لکھے جاتے ہیں۔ جن میں مرزا صاحب کے عقائد کے ساتھ ہی ان کی اصلی عبارات مع حوالہ کتاب اور صفحہ کے ملے گی"۔

لیکن کس قدر تعجب اور حیرانگی کی بات ہے۔ کہ اس ٹریکٹ میں کہیں ایک جگہ دیدہ دانستہ مولوی صاحب نے مخلوق خدا کو دھوکا دینے کی ناکام سعی کی ہے۔ جیسا کہ ص۶ پر لکھتے ہیں۔

"(بقول مرزا) ایک الہام میں خدا نے مرزا صاحب کو یوں مخاطب کیا۔ اسمع ولدی (اے میرے بیٹے[سلہ] سن!)"

اصل الہام اور حقیقت

حالانکہ یہ سفید جھوٹ ہے۔ اصل الہام اسمع و اریٰ ہے جس کے معنی ہیں میں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔ ناظرین! آپ سوچیں کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ جو انسان عیسائیوں کے عقیدہ "یسوع مسیح خدا کا اکلوتا بیٹا ہے" کی ساری عمر با دلائل اپنی کتب میں تردید کرتا رہا ہو۔ وہ خود اپنے تئیں کیونکر خدا کا بیٹا قرار دے سکتا ہے۔ حاشا و کلّا۔

حضرت اپنی جماعت کو تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ "وہ یقین کریں۔ کہ ان کا ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا ہے۔ جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے۔ نہ وہ کسی کا بیٹا۔ نہ کوئی اس کا بیٹا۔ وہ دکھ اٹھانے اور صلیب پر چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے"۔ (کشتی نوح ص۱۰)

مثال دوم: پھر اسی "عقائد مرزا" ٹریکٹ کے ص۷ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف "دعویٰ خدائی۔ نیا آسمان۔ نئی زمین" وغیرہ بنانا منسوب کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ عالم رؤیا کا ذکر ہے۔ جیسا کہ مولوی صاحب نے بھی آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴-۵۶۵ کا حوالہ دیا ہے۔ تاہم اس سے ان کی مراد ناواقف اور کم علم لوگوں کو حقیقت صحیحہ پر پردہ ڈالتے ہوئے حق سے دور رکھنا ہے۔ تبھی تو انہوں نے حضرت کی پیش کردہ تشریحات اور مطالب کو آپ کی کتب سے ناظرین کے سامنے نہیں رکھا۔ حضور علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔

"سو خدا نے ارادہ کیا۔ کہ وہ نئی زمین اور نیا آسمان بناوے۔ وہ کیا ہے نیا آسمان؟ اور کیا ہے نئی زمین؟ نئی زمین وہ پاک دل ہیں۔ جن کو خدا اپنے ہاتھ سے تیار کر رہا ہے۔ جو خدا سے ظاہر ہوئے اور خدا ان سے ظاہر ہوگا۔ اور نیا آسمان وہ نشان ہیں۔ جو اس کے بندے کے ہاتھ سے اور اسی کے اذن سے ظاہر ہو رہے ہیں"۔ (کشتی نوح ص۱۴)

اسی طرح حقیقۃ الوحی ص۹۹ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔

"ہر ایک عظیم الشان مصلح کے وقت میں روحانی طور پر نیا آسمان اور نئی زمین بنائی جاتی ہے۔ یعنی ملائک کو اس کے مقاصد کی خدمت میں لگایا جاتا ہے اور زمین پر مستعد طبیعتیں پیدا کی جاتی ہیں"۔

مثال سوئم: پھر مولوی صاحب اپنے اخبار "اہل حدیث" مورخہ یکم ستمبر ۱۹۱۶ء ص۲ کالم ۳ پر لکھتے ہیں۔ "آج اشاعت اسلام کی ضرورت ہی مرزا صاحب کی تکذیب کرتی ہے۔ ہم حیران ہیں ولایت تک اشاعت اسلام کرنے والے اپنی دوربین نگاہ سے یہ نہیں دیکھ سکتے۔ کہ ہم کس کی ماتحتی میں کام کرنے کے مدعی ہیں۔ جس کی سچائی کی نشانی یہی تھی۔ کہ اسکی زندگی میں تمام دنیا میں ایک ہی مذہب اسلام ہو جائے گا۔ جب نہیں ہوا۔ جس کا عملی ثبوت ان کی کوششوں سے مل رہا ہے۔ تو پھر مرزا کی صداقت کا شبہ کیا باقی رہا"۔

انصاف مند احباب!

کوئی اس افترا پرداز امرتسری سے اتنا تو پوچھے۔ کہ او بھلے مانس۔ تو نے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی کس کتاب کے کس صفحہ سے پڑھا ہے۔ کہ "میری زندگی میں ایک ہی مذہب اسلام ہو جائے گا" اور یہی میری "سچائی کی نشانی" ہے۔ تو بجز سکوت اور خاموشی کے اس کے پاس اور کیا جواب ہے؟ دیکھئے ناظرین! ہماری نسبت تو امرتسری کذاب یہ لکھتا ہے۔ کہ

"صدق و کذب کی خوبی اور مذمت میں کسی کا اختلاف نہیں۔ الا قادیانی مشن کا۔ کہ ان کا دارومدار ہی کذب پر ہے۔ بلکہ یوں کہنا کہ اشاعت کذب ہی اس مشن کی غرض ہے۔ بے جا نہیں"۔ (اہلحدیث ۱۸ مارچ ۱۹۱۱ء)

لیکن وا حسرتا! سہ

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتا ہے تو چرچا نہیں ہوتا

اس سے بڑھ کر دجل اور حق پوشی اور کیا ہوگی؟ کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تو یہ تحریر فرماویں۔ کہ

"میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ پورے طور پر ترقی اسلام کی میری زندگی میں ہوگی یا میرے بعد۔ ہاں میں خیال کرتا ہوں۔ کہ پوری ترقی دین کی کسی نبی کی عین حیات میں نہیں ہوئی۔ بلکہ انبیاء کا یہ کام تھا کہ انہوں نے ترقی کا کسی قدر نمونہ دکھلا دیا۔ اور پھر بعد ان کے ترقیاں ظہور میں آئیں۔ جیسا کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام دنیا کے لئے اور ہر ایک اسود و احمر کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ مگر آپ کی حیات میں احمر یعنی یورپ کی قوم کو تو اسلام سے کچھ بھی حصہ نہ ملا۔ ایک بھی مسلمان نہیں ہوا۔ اور جو اسود تھے۔ ان میں سے صرف جزیرۂ عرب میں اسلام پھیلا۔ اور مکہ کی فتح کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی۔ سو میں خیال کرتا ہوں۔ کہ میری نسبت بھی ایسا ہی ہوگا۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۹)

مگر امرتسری مفتری مندرجہ بالا راگ ہی الاپتا جائے۔ کہ اجی جب مرزا صاحب کی زندگی میں اسلام پوری شان و شوکت کے ساتھ نہیں پھیلا۔ اور دیگر تمام مذاہب باطلہ مٹ نہیں گئے۔ تو پھر "مرزا صاحب کی صداقت کا شبہ کیا باقی رہا"؟ اسے کہتے ہیں ہٹ دھرمی اور امانت میں خیانت۔ تف ایسی علمیت اور فاضلیت ثنائی پر۔ اور صد افسوس ایسے "مفسر قرآن" "سردار اہلحدیث شیر پنجاب" پر اور سہ

حیف اس ایماں پہ جس سے کفر بہتر لاکھ بار

دوسری اصولی غلطی اور ثنائی مغلطات

اب آؤ دوسری اصولی غلطی کو سامنے رکھتے ہوئے بٹالوی کے روحانی فرزند "حضرت علامہ" امرتسری کو پرکھیں۔ اور دیکھیں کہ حضرت والا اب کی دفعہ کتنے پانی میں ہیں۔ تو افسوس یہاں بھی ہمیں یہی کہنا پڑے گا۔ کہ سہ

رکھی ہیں بالائے طاق اپنی روایات قدیم
دوسروں کے قصے اوروں کے فسانے یاد ہیں
اور ہمیں ہم کو سبق دیتے ہیں استادان وقت
حضرت فیاض! یہ حضرت بڑے استاد ہیں

معزز ناظرین! اول تو مغلطات ثنائیہ کو دیکھ کر کباب ہو رہا ہے۔ پر کیا کروں جھوٹے امرتسری کو ثنائی گھر کا منہ تو دکھانا ہوا۔ مجبوری کی حالت میں اور وہ بھی "قلب کو صبر۔ صبر کی تلقین کرتے۔ اور "نقل کفر کفر نباشد" کو پیش نظر رکھتے ہوئے چند ثنائی ہرزہ درائی کی شرافت اور تہذیب سے گری ہوئی دشنام دہیاں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ آپ بھی مجھ غمزدہ کی طرح خون کے گھونٹ پیتے ہوئے ان ثنائی پھلجھڑیوں پر نظر گذار جائیں۔ اور ان علماء سوء کی حالت زار پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ دیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت امرتسری شریف زادہ یوں منہ کھولتا ہے۔

(۱) دجال اکبر (اہلحدیث ۱۸ دسمبر ۱۹۰۳ء)
(۲) خناس ..... (اہلحدیث ۸ جنوری ۱۹۰۴ء ص۱)
(۳) مرزا جی فن ابلہ فریبی میں چست و چالاک ہیں۔ (اہلحدیث جلد ۱ نمبر ۱ ص۵) (۴) قادیانی کاہن کے منہ پر لک کی سیاہی (جلد ۲ نمبر ۲۱ ص۷)
(۵) حضرت گدھا علیہ السلام (جلد ۲ نمبر ۱۸ ص۳)
(۶) خود غرض۔ حجام۔ بد۔ بدنام۔ منحوس.... (جلد ۳ نمبر ۱۱ ص۳) (۷) مرزا مرتد ہوا....... (جلد ۳ نمبر ۲۰ ص۹) (۸) کاذب۔ غدار۔ دجال۔ مردود عدو دین۔ کافر (جلد ۳ نمبر ۳۰ ص۳) (۹) چال باز مکار۔ دجال.... (جلد ۳ نمبر ۳۷ ص۱۰) (۱۰) حسن بن صباح کی چال۔ دغا باز۔ مفسد۔ بدکار (اہلحدیث جلد ۴ نمبر ۳۵ ص۷) (منقول از رسالہ احمدی ماہ اگست ۱۹۱۱ء)

ایہا الناظرون! آپ نے دیکھا۔ کس قدر امرتسری بدزبان نے خدا کے راستباز مسیح موعود ہاں لاکھوں انسانوں کے پیشوا و مقتدا بانی احمدیت علیہ الصلوٰۃ

حاشیہ سلہ۔ اسی طرح "اہلحدیث" ۸ مارچ ۱۹۱۱ء میں بھی حضرت کی طرف دعویٰ "ابنیت خدا" منسوب کرتے ہیں (مجاہد)

والسلام کی ذات اقدس کو حد سے گری ہوئی گندی گالیاں دے کر اپنے روحانی اباؤ اجداد کی سنت کو پورا کرتے ہوئے درگاہ الٰہی سے راندے ہوئے شیطان کو خوش کیا ہے۔

ثنائی وار اپنے روحانی باپ پر

میں سمجھتا ہوں۔ جو اپنے روحانی باپ بٹالوی کی نسبت دھوکا دہی۔ ابلہ فریبی۔ حق اور ناحق میں کچھ پروا نہ کرنے والا۔ جھوٹ بولنے والا۔ وعدہ خلاف۔ گالیاں دینے والا۔ کاپی لکھوا کر اجرت نہ دینے والا۔ تنگ مزاجی اور عجیب قابلیت کا بزرگ وغیرہ وغیرہ (اہلحدیث ۲۸ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء ص ۵ تا ۶) لفظ لکھ کر اپنی گندی فطرت کا ثبوت دے چکا ہو۔ وہ کب دوسروں کے بزرگوں کی تعظیم و تکریم کر سکتا ہے۔[۱]

ثنائی چالاکی

لیجئے اور سنیئے! بدقسمتی سے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اپنی سابقہ کارروائی بھول کر یا نامعلوم کس بنا پر یہ تو لکھ ہی بیٹھے تھے۔ کہ "مسائل شرعیہ میں کسی کو منصف بنانا گدھا پن ہے"۔ (اشاعۃ السنۃ جلد ۲۱ ص ۱۲۴) مگر چالاک روحانی بیٹا کب چپ رہ سکے۔ جھٹ قلم ہاتھ میں لیا اور اپنے روحانی باپ بٹالوی کی نسبت منطقی طور پر یہ نتیجہ نکالنے پر اتر آیا۔

ع۱ صغریٰ۔ مولوی صاحب بٹالوی نے مباحثہ کانٹھ گڑھ میں مولانا عبد الحی کو منصف بنایا۔ کبریٰ۔ جو منصف بنائے وہ گدھا ہے۔

ع۲ صغریٰ۔ مولوی صاحب موصوف نے میری نزاع میں علماء آرہ کو منصف مانا۔ اور ان کے فیصلے پر اپنے خیالات سے رجوع کرنے کا اقرار کیا (.....) کبریٰ۔ جو منصف بنائے وہ گدھا ہے

ع۳ صغریٰ۔ مولوی صاحب بٹالوی نے میری نزاع میں مولوی محمد بشیر مرحوم۔ ابو محمد عبد الحق صاحب دہلوی۔ مولوی خلیل احمد صاحب سہارنپوری کو منصف بنایا۔ کبریٰ۔ جو منصف بنائے وہ گدھا ہے۔

ع۴ صغریٰ۔ مولوی صاحب موصوف نے میری نزاع میں مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری کو منصف بنایا۔ کبریٰ۔ جو منصف بنائے وہ گدھا ہے۔

ع۵ صغریٰ۔ مولوی صاحب بٹالوی نے میری نزاع میں حاجی عبد الغفار صاحب دہلوی کو منصف بنایا۔ کبریٰ۔ جو منصف بنائے وہ گدھا ہے

دوبارہ چالاکی

امرتسری چالباز مذکورہ بالا نتیجہ تو نکال ہی چکا تھا۔ کہ اب خیال آیا اوہو دنیا والے جو میرے روحانی باپ بٹالوی کے بڑے مداح خوانوں میں سے ہیں۔ مجھے کیا کہیں گے۔ تو جھٹ پھر قلم اٹھایا۔ اور یوں ۴۲۰ کھیلی۔ کہ باوجود اس نتیجہ کے "میں مولوی صاحب موصوف (مراد روحانی باپ بٹالوی) کو ایک بزرگ جانتا ہوں"

(اخبار مذکورہ)

باخبر ناظرین!

اسکی بعینہٖ ویسی مثال ہے۔ جیسے کوئی گستاخ لڑکا ریشم کے کپڑا میں وزنی جوتا لپیٹ کر اپنے حقیقی باپ کے سر پر زور سے رسید کر دے۔ اور لوگوں کے کہنے پر کہ او کمبخت تو نے یہ کیا کیا؟ تو وہ آگے سے اس کا یہ جواب دے۔ کہ میں نے کوئی باپ کی بےعزتی کی ہے؟ اس پر لوگ اسے لعنت ملامت کریں۔ اور کہیں کہ واہ رے تیری عقل پر ماتم۔ تو کیا تو نے یہ باپ کی عزت کی ہے؟

ثنائی لٹریچر امرتسری کے بڑوں کی نگاہ میں

برادران! الٰہی شوخیوں اور شرارتوں کے باعث قدرت نے اسے اسکے بڑوں کے ہاتھوں سے خوب ذلیل کیا ہے۔ کیونکہ اس دشمن حق انسان نے خدا تعالےٰ کے صادق مسیح موعود کو انتہائی سے انتہائی دکھ اور تکالیف پہنچائی تھیں۔ اور ہر گندے سے گندا حملہ اس نے حضور اقدس ع کی ذات والا صفات پر کیا تھا۔ لہٰذا ایسا وقوع میں آنا مشیت ایزدی کے عین مطابق تھا۔ کیونکہ حق سبحانہٗ نے اپنے راستباز بندہ پر علاوہ دیگر الہامات کے ایک یہ الہام بھی نازل فرمایا تھا۔ کہ انی مھین من اراد اھانتک۔ چنانچہ دیکھئے۔ امرتسری مکذب نے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کی نسبت یہ لکھا تھا۔ کہ "ہم سے کوئی پوچھے تو ہم خدا لگتی کہنے کو تیار ہیں۔ کہ مسلمانوں سے ہو سکے۔ تو مرزا صاحب کی کتابیں سمندر میں نہیں کسی جلتے تنور میں جھونک دیں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ آئندہ کوئی غیر مسلم یا مسلم مورخ تاریخ ہند یا تاریخ اسلام میں ان کا نام تک نہ لے" (اخبار وکیل ۱۳ جون سنہ ۱۹۰۸ء)

مگر قربان جاؤں میں اپنے مولیٰ پر کہ اس نے امرتسری معاند کو کیسے ذلت کا منہ دکھاتے ہوئے اپنے راستباز مامور کی صداقت کا زبردست نشان اسی ہی کے بڑوں کے ہاتھوں ظاہر فرمایا۔ چنانچہ مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری جو بقول امرتسری حریف "اہلحدیث کی زندہ تاریخ" تھے۔ لکھتے ہیں۔ کہ "مولوی ثناء اللہ کی دونوں تفسیریں عربی اور اردو اور ترک اسلام اور اس کا مناظرہ اور آیات متشابہات کا دیکھنا اور پاس رکھنا سب ناجائز ہے۔ ...... بلکہ جو شخص ان کتابوں کے اوپر قادر نہ ہو۔ وہ ان کو جہاں پاوے۔ جلا دیوے۔ نابود کر دیوے"۔

(اربعین ص ۳۳)

غرض جو قدم بھی اس نے اٹھایا ہے۔ اس میں بجز ذلت کے اور کچھ بھی اسے نصیب نہیں ہوا۔ اس لئے ہم بطور ہمدردی کے بالآخر اسے یہی کہتے ہیں۔ کہ اے مولوی صاحب! اب تو للہ وہ رستہ چھوڑ دیجے۔ جس کا انجام ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ اور آیئے! خدا تعالےٰ کے سچے مسیح موعود علیہ السلام کی روح کو خوش کیجئے۔ تا وہ آپ کی خاطر آستانۂ الوہیت پر سجدہ ریز ہو کر آپ کی پچھلی کوتاہیوں اور غفلتوں کو معاف کرانے کے لئے دردِ دل کے ساتھ دعائیں کرے۔ **مولانا!** اگر آپ راہِ راست پر آگئے۔ تو یقین جانئے کہ جہاں آپ کی موجودہ زندگی کو چار چاند لگ جائیں گے۔ وہاں عاقبت بھی سنور جائے گی۔ پس مولوی صاحب! ؎

مانو نہ مانو آپ کو یہ اختیار ہے
ہم نیک و بد جناب کو سمجھائے دیتے ہیں

نوٹ:۔ انشاء اللہ پھر بھی کسی وقت حاضر ہو کر کچھ عرض کروں گا۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

(خادم احمدیت۔ خواجہ خورشید احمد مجاہد سیالکوٹی)

---

[۱] حاشیہ ۱ **عجیب لطیفہ**۔ ناظرین! اس پر ایک عجیب لطیفہ سنیئے۔ امرتسری بدلگام جو منہ میں آئے اپنے روحانی باپ بٹالوی کی نسبت کہتا اور لکھتا جائے۔ تو کوئی مضائقہ نہیں۔ مگر مجال کہ کسی دوسرے انسان کی زبان سے کچھ بٹالوی کے متعلق سن سکے۔ ایک دفعہ ہمارے مکرم ایڈیٹر صاحب "فاروق" نے جبکہ آپ "الحق" کی ایڈیٹری فرمایا کرتے تھے۔ اسکے روحانی باپ کی نسبت کچھ لکھ دیا۔ جس پر امرتسری بہت کچھ سٹپٹایا اور حضرت میر صاحب کے متعلق یہ لکھنے پر اتر آیا۔ کہ ایڈیٹر الحق نے مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی کی نسبت بڑی سخت ہرزہ درائی کی ہے۔ بار بار آپ کو الفاظ "مخذول" "مدحور" سے یاد کیا ہے۔ (اہلحدیث ۷ مارچ سنہ ۱۹۱۳ء ص ۲) مجاہد

غیر احمدی مشن!

حضرت مسیح موعودؑ کے ایک کشف کی حقیقت

اور

سرخ سیاہی کے الفاظ پر اعتراض کا جواب

غالباً ۱۸۸۶ء یا ۱۸۸۷ء کا واقعہ ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک کشف دیکھا۔ جو سرخی کے چھینٹے کے نام سے مشہور ہے۔ وہ کشف حضور کے اپنے الفاظ میں یہ ہے:۔

"میں نے عالم کشف میں دیکھا۔ کہ بعض احکام قضا و قدر میں نے اپنے ہاتھ سے لکھے ہیں۔ کہ آئندہ زمانہ میں ایسا ہوگا۔ اور پھر اس کو دستخط کرانے کے لئے خداوند قادر مطلق جلشانہٗ کے سامنے پیش کیا ہے۔ (یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مکاشفات اور رویا صالحہ میں اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ بعض صفات جمالیہ یا جلالیہ الٰہیہ انسان کی شکل پر متمثل ہو کر صاحب کشف کو نظر آجاتے ہیں۔ اور مجازی طور پر وہ یہی خیال کرتا ہے۔ کہ وہی خداوند قادر مطلق ہے۔ اور یہ امر ارباب کشوف میں شائع و متعارف و معلوم الحقیقت ہے۔ جس سے کوئی صاحب کشف انکار نہیں کر سکتا) غرض وہی صفت جمالی جو بعالم کشف قوت متخیلہ کے آگے ایسی دکھلائی جاتی تھی۔ جو خداوند قادر مطلق ہے۔ اس ذات بیچگون کے آگے وہ کتاب قضا و قدر پیش کی گئی۔ اور اس نے جو ایک حاکم کی شکل پر متمثل تھا۔ اپنے قلم کو سرخی کی دوات میں ڈبو کر اول اس سرخی کو اس عاجز کی طرف چھڑکا۔ اور بقیہ سرخی کا قلم کے منہ میں رہ گیا۔ اس سے اس کتاب پر دستخط کر دیئے۔ اور ساتھ ہی وہ حالت کشفیہ دور ہو گئی اور آنکھ کھول کر جب خارج میں دیکھا۔ تو کئی قطرات سرخی کے تازہ بتازہ کپڑوں پر پڑے۔ چنانچہ صاحب عبد اللہ نام جو سنور ریاست پٹیالہ کے رہنے والے تھے۔ اور اس وقت اس عاجز کے پاس نزدیک ہو کر بیٹھے ہوئے تھے۔ دو یا تین قطرے سرخی کے ان کی ٹوپی پر پڑے۔ پس وہ سرخی جو ایک امر کشفی تھا۔ وجود خارجی پکڑ کر نظر آ گئی۔"

(سرمہ چشم آریہ حاشیہ ص ۱۲۲-۱۲۳ طبع سنہ ۱۹۲۳ء)

سرمہ چشم آریہ کتاب در اصل لالہ مرلی دھر صاحب آریہ سماجی ہوشیارپوری کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک مناظرہ ہے۔ اس میں آریہ سماج کے اعتراضات کے مدلل اور مشاہدات کی بنا پر جوابات دئے گئے ہیں۔ اور اس کشف کے بیان کرنے سے اس وقت ایک مدعا آریہ سماج کے مذہب کا یوں بطلان تھا کہ:۔ "اسی طرح خدا نیست سے ہست کر سکتا ہے"۔ (حقیقۃ الوحی ص ۲۵۵) کیونکہ آریہ کہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نیست سے ہست نہیں کر سکتا۔ مگر اس کشف میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے اپنی نیست سے ہست کرنے کی صفت کا اظہار فرمایا۔ جو کہ بعد میں پورا بھی ہو گیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:۔ "اور یہ بات کہ یہ سرخ قطرے کس بات کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ قبل از وقت اس بات کے لئے نشان دیا گیا تھا۔ کہ آسمان سے

قہری نشان ظاہر ہوں گے۔ اور بعض ہیبتناک موتیں نشان کی طرح ہوں گی۔ جیسا کہ لیکھرام پنڈت کی موت اور جیسا کہ طاعون دنیا کو کھا رہی ہے۔“ (نزول المسیح صفحہ ۲۲۷-۲۲۸)

پس اس کشف میں مشہور آریہ سماجی پنڈت لیکھرام صاحب کے قتل کی طرف اشارہ تھا۔ اور یہ بھی بتایا گیا تھا۔ کہ جس طرح یہ سرخ سیاہی سے چھینٹے عالم روحانیات سے عالم جسمانیات میں ظہور پذیر ہو گئے۔ مگر کوئی نہ سمجھ سکا۔ اسی طرح پنڈت لیکھرام صاحب کے قتل ہونے کے متعلق بھی کوئی نہ سمجھ سکے گا۔ چنانچہ اس کا قاتل جو فی الحقیقت ایک فرشتہ تھا۔ عالم روحانیات سے عالم مشہودات میں متمثل ہو کر پنڈت لیکھرام صاحب کو قتل کر کے مخفی ہو گیا۔ اور دستخط کرنے سے مراد یہ تھی۔ کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے پنڈت لیکھرام صاحب کے قتل کا فیصلہ صادر ہو چکا ہے۔ جس کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہلے بھی علم دیا گیا تھا۔ اور حضور اسے ضمیمہ اخبار ریاض ہند امرتسر یکم مارچ سنہ ۱۸۸۶ء میں شائع فرما چکے تھے۔ کہ ”چونکہ پیشگوئیاں کوئی اختیاری بات نہیں ہے۔ تا ہمیشہ اور ہر حال میں خوشخبری پر دلالت کریں۔ اسلئے ہم بانکسار تمام اپنے موافقین و مخالفین کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ کہ اگر وہ کسی پیشگوئی کو اپنی نسبت ناگوار طبع (جیسے خبر موت فوت یا کسی اور مصیبت کی نسبت) پاویں۔ تو اس بندۂ ناچیز کو معذور تصور فرماویں۔ بالخصوص وہ صاحب جو بباعث مخالفت و مغائرت مذہب اور بوجہ نامحرم اسرار ہونے کے حسن ظن کی طرف بمشکل رجوع کر سکتے ہیں۔ جیسے منشی اندرمن صاحب مراد آبادی و پنڈت لیکھرام صاحب پشاوری وغیرہ جن کی قضاو قدر کے متعلق غالباً اس رسالہ (یعنی سراج منیر۔ ناقل) میں بقید وقت و تاریخ کچھ تحریر ہوگا“۔ (دیکھو اشتہار ۲۰ فروری سنہ ۱۸۸۶ء مشمولہ آئینہ کمالات اسلام)

غرض اس کشف میں کئی نشانات و پیشگوئیوں کا اظہار اور آریہ سماج کے بعض عقائد کا رد و ابطال منصور و مدنظر تھا۔ اس کشف پر کئی قسم کے مخالفین کی طرف سے اعتراضات ہوئے۔ جن کے مفصل اور مدلل جوابات دیئے جاتے رہے ہیں۔ ان میں سے ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے۔ کہ اس کشف میں لفظ ”سیاہی“ اور پھر ”سرخ“ کہا گیا ہے۔ گویا مخالفین کے نزدیک ان دو لفظوں کا استعمال درست نہیں۔ سو اس اعتراض کا جواب یہ ہے۔ کہ جہاں تک میں نے معلوم کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں جہاں بھی اس کشف کا ذکر فرمایا ہے۔ وہاں ان دونوں لفظوں کو اکٹھا استعمال ہی نہیں فرمایا۔ بلکہ ”سرخی کی دوات“ ”سرخی کا قلم“ (سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۲۳) ”سرخی کے قطرے“ ”سرخ قطرے“ (نزول المسیح صفحہ ۲۲۷-۲۲۸) ”سرخی کی قلم“ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۵) وغیرہ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ لیکن اگر بالفرض یہ تسلیم بھی کر لیا جائے۔ کہ حضور نے کسی جگہ ”سرخ سیاہی“ کے الفاظ بھی فرمائے ہیں۔ تو پھر بھی یہ امر قابل اعتراض نہیں۔ کیونکہ اس صورت میں لفظ ”سیاہی“ سے مراد محض ”روشنائی“ اور ”رنگ“ ہوگا۔ جیسا کہ ”سفید رنگ“ کے الفاظ بھی عموماً مستعمل ہوتے ہیں۔ مگر سفید ”رنگ“ نہیں ہوتا۔ یا ”نیلی سیاہی“ کے الفاظ ہیں۔ کہ ان میں نیلے اور کالے دو رنگ جمع کر دیئے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ ”کالی سیاہی“ کے الفاظ جو عام طور پر زبان زد خلائق ہیں۔ اس میں بھی ”سیاہی“ سے مراد روشنائی ہوتی ہے۔ ورنہ ”کالی سیاہی“ کے معنے یہ بنیں گے۔ کہ ”سیاہی سیاہی“ یا ”کالی کالی“ جو بالکل بے معنی اور لغو ہیں۔

سو بعینہٖ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کشف کو بیان کرتے ہوئے کسی جگہ ”سرخ سیاہی“ کے الفاظ استعمال بھی کئے ہوں۔ تو وہ محض ”روشنائی“ یا ”رنگ“ کے مفہوم میں ہیں۔ ایسے الفاظ کے اردو میں استعمال کی ایک تازہ مثال ملاحظہ فرما لیجئے۔ جو حال ہی میں اخبارات میں ”دفتروں میں سرخ سیاہی نہ برتو“ کے جلی عنوان کے ماتحت ان الفاظ میں شائع ہو چکی ہے:۔

”الہ آباد ۲۵ اگست۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ گورنر نے تمام سرکاری دفاتر کو ہدایت جاری کر دی ہے۔ کہ سرخ رنگ کی سیاہی نہ برتی جائے۔ صرف کالی سیاہی سے کام لیا جائے۔ مگر اکونٹس آفس میں اعداد و شمار کے لئے سرخ سیاہی استعمال کی جا سکتی ہے۔“ (اخبار ملاپ لاہور ۲۷ اگست سنہ ۱۹۴۱ء صفحہ ۱)

اس خبر کے اندراج کے وقت عنوان میں اور اگلی عبارت میں نہ صرف ”سرخ“ اور ”سیاہی“ کے لفظ اکٹھے استعمال کئے گئے ہیں۔ بلکہ ”سیاہی“ کے ساتھ ”کالی“ کا لفظ درج کر کے مخالفین احمدیت کے اعتراض کا مسکت جواب دے دیا گیا ہے۔ ورنہ معترضین بتائیں۔ کہ اگر ”سرخ“ اور ”سیاہی“ کا اکٹھا استعمال بلحاظ زبان اردو کے درست نہیں تو مذکورہ بالا خبر میں ”سرخ سیاہی“ اور پھر ”کالی سیاہی“ کے الفاظ کو اکٹھا کرنا کیسے درست ہوگا۔ ماھو جوابکم فھو جوابنا۔

(خاکسار سید احمد علی سیالکوٹی مولوی فاضل از قادیان)

درخواست دعا۔ خاکسار کی اہلیہ عموماً مختلف امراض میں مبتلا رہتی ہے۔ اسکی صحت کامل و درازی عمر کے لئے عاجزانہ درخواست ہے۔ خاکسار رحمت اللہ پٹواری قصبہ راہوں ضلع جالندھر۔

دیانندی مشن!

قرآن کریم کی افضلیت و اکملیت کا ثبوت

اور

آریوں سے ویدوں اور ستیارتھ پرکاش کے تحت اللفظ اردو ترجموں کی اشاعت کا مطالبہ

مسلمان جس پاک اور کامل کتاب پر ایمان لائے ہیں۔ غیر مسلموں کو بنظر انصاف دیکھنا چاہیئے کہ کس قدر اس مقدس کتاب کو مسلمانوں نے اپنے ضبط میں کر لیا ہے۔ عموماً تمام مسلمان ایک حصہ کثیر قرآن شریف کا حفظ رکھتے ہیں۔ جس کو پنج وقت نمازوں میں پڑھتے ہیں۔ ابھی بچہ پانچ یا چھ برس کا ہوا۔ اور قرآن شریف اس کے آگے رکھا گیا۔ چنانچہ لاکھوں آدمی ایسے ملیں گے۔ جن کو سارا قرآن شریف اول سے آخر تک حفظ ہے۔ اگر ایک بھی حرف کسی جگہ سے پوچھا جائے۔ تو فوراً اگلی پچھلی عبارتیں پڑھ کر سنا دیتے ہیں۔ اور یہ امر مردوں پر ہی موقوف نہیں۔ صدہا عورتیں سارا قرآن شریف حفظ رکھتی ہیں۔ کسی شہر میں چلے جائیں۔ مساجد اور مدارس اسلامیہ میں ہزاروں لڑکیاں اور لڑکے ایسے نظر آئیں گے۔ کہ جو قرآن کریم آگے رکھے ناظرہ یا باترجمہ پڑھ رہے ہیں۔ یا حفظ کر رہے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ اسلئے کہ قرآن کریم ہی دنیا میں وہ کامل اور مکمل کتاب ہے۔ جس کی حفاظت کا خود اللہ تعالےٰ نے ذمہ لیا ہے۔ اور فرما دیا ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ (حجر ۱۴) کہ اس قرآن کریم کو ہم نے ہی نازل کیا ہے۔ اور اب ہم ہی اسکی حفاظت بھی کریں گے۔ اور اسکی حفاظت کے لئے ایک طریق یہ فرمایا۔ ولقد یسرنا القرآن (القمر) کہ قرآن کریم پر نہ صرف فطرت انسانی کے عین مطابق ہونے کی وجہ سے ہر ایک کے لئے عمل کرنا آسان ہوگا۔ بلکہ یہ ”قرآن“ ہے۔ یعنی یہ ہمیشہ دنیا میں پڑھا جائے گا۔ اور اس کا پڑھنا اور اس کا حفظ کرنا بھی یسرنا کے مطابق تمام الہامی کتب کی نسبت آسان ترین ہوگا۔ سو قرآن کریم کے ان دعاوی اور پیشگوئیوں سے ہی جو ساڑھے تیرہ سو سال سے بادلیل طور پر ہیں۔ اور پوری ہو رہی ہیں۔ اسکی اکملیت و افضلیت جملہ کتبہائے آسمانی پر معلوم ہو سکتی ہے۔ کیونکہ دنیا میں اور کوئی الہامی کتاب نہ ایسی عمل کرنے کے لحاظ سے آسان ہے۔ نہ وہ اس کثرت سے پڑھی جاتی ہے۔ جس کثرت سے قرآن مجید پڑھا جاتا ہے۔ اور نہ وہ قرآن کریم کی طرح حفظ کرنے میں آسان ہے۔ بلکہ دنیا میں اور کوئی الہامی کتاب ایسی نہیں۔ جس کا کوئی ایک بھی قرآن کریم کے حافظوں کی طرح ایسا حافظ ہو۔ کہ اگر اس سے کوئی حرف یا لفظ اس کتاب کا پوچھا جائے۔ تو وہ اسکی ساری اگلی پچھلی عبارتیں سنا سکے۔ یہ فخر صرف کامل و اکمل اور افضل کتاب قرآن مجید ہی کو حاصل ہے۔ لیکن اس کے برخلاف ہم بطور نمونہ صرف ویدوں کو پیش کرتے ہیں۔ کہ ہزاروں لاکھوں ایسے آریہ ہیں۔ جنہوں نے کبھی چاروں ویدوں کی شکل تک بھی نہیں دیکھی۔ اور ان کا حفظ کرنا تو ایک

رجسٹرڈ سرجن آئل رجسٹرڈ

جو کہ ورم۔ چوٹ۔ رگڑ۔ زخم۔ آبلہ۔ مغلئی پھوڑا۔ پھنسیوں کے لئے اکسیر ہے۔ نیز داد کے لئے فائدہ مند ہے اور مکھی۔ بھونڈی۔ زنبور۔ بھڑ۔ بچھو وغیرہ کے کاٹے کا تریاق ہے۔ سرجن آئل کے لگانے سے ورم درد۔ بے چینی۔ اور جلن فوراً جاتی رہتی ہے۔ اور تازہ زخم کا خون فوراً بند ہو کر زخم بہت جلد مندمل ہو جاتا ہے۔ نیز پھوڑا پھنسی پر لگانے سے خود بخود پھٹ کر اس کا گند نکل جاتا ہے۔ سرجن آئل کھلاڑیوں کے لئے بے نظیر مددگار ہے۔ زخموں۔ رگڑوں پر لگانے سے فوراً آرام آ جاتا ہے۔ نیز حیوانات کے لئے بھی سرجن آئل ویسا ہی فائدہ مند ہے۔ جیسے انسانوں کے لئے۔ ایجنٹوں کی ہر جگہ ضرورت ہے۔ قیمت فی شیشی ۶/ شیشی کلاں ۱۰/ محصولڈاک بذمہ خریدار

(ڈاکٹر) ایم۔ اے بھٹی سرجن آئل فارمیسی قادیان (پنجاب)

بہت بڑی بات ہے۔ چاروں ویدوں کا عالم ملنا ہی مشکل امر ہے۔ اور جو اردو یا انگریزی میں ترجمے شائع کئے گئے ہیں۔ ان پر آریہ اعتبار نہیں کرتے۔ سو اس طور سے بہت ہی قلیل تعداد جو نہ ہونے کے برابر ہے۔ ویدوں کے عالموں کی رہ جاتی ہے۔ اور اس طرح ہندوؤں کا بہت بڑا طبقہ ویدوں کی اکملیت کا محض حسن ظنی کی بنا پر معتقد اور قائل ہے۔ اور جو اعلیٰ اور عالمگیر مذہب یعنی اسلام ہے۔ اس کی طرف از راہ ضد و تعصب نظر ہی نہیں کرتے۔

پس اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہندو اصحاب چاروں ویدوں کے اردو میں تراجم شائع کریں۔ تاکہ ہندوؤں کو خود ہی ویدوں اور اسلام کی تعلیم کو پڑھ کر یہ فیصلہ کرنے کا موقعہ میسر آسکے۔ کہ ان میں سے کس کی تعلیم اعلیٰ۔ اکمل اور عالمگیر ہے۔ مجھے یہ معلوم کرکے بہت خوشی ہوئی ہے۔ کہ گوجرانوالہ میں ۲۴ر نومبر ۱۹۴۰ء کو آریہ سماج مندر میں حیدرآباد ستیہ گرہ کے چوتھے ڈکٹیٹر شری راج گورو دھریندر شستری نے تقریر کرتے ہوئے تمام آریوں سے یہ مطالبہ کیا۔ کہ

" ویدوں کا عام فہم زبان میں ترجمہ کرکے اسے تقسیم کرنے کا انتظام کیا جائے۔ تاکہ عوام بھی اس سے مستفید ہو سکیں۔" (اخبار "ملاپ" لاہور ۲۷ر نومبر ۱۹۴۰ء صفحہ ۱۶)

اگرچہ یہ تجویز بہت اچھی ہے۔ لیکن اس ترجمہ میں جب تک ایک اور امر ملحوظ نہ رکھا جائے۔ ہرگز مفید نہ ثابت ہو سکے گا۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ایسا ترجمہ ویدوں کا اردو میں تحت اللفظ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ایک بڑا طبقہ آریوں کا ایسا ہے۔ کہ جو خود تو سنسکرت پڑھنے کا مادہ نہیں رکھتے۔ کہ چاروں ویدوں کو پڑھ اور سمجھ سکیں۔ اور دوسری طرف یہ لوگ ان ترجموں کو نہیں دیکھتے۔ جو بڑی محنت سے انگریزی و اردو میں کئے گئے ہیں۔ اور محض نادانی سے خیال کرتے ہیں۔ کہ یہ تمام تراجم افترا اور جعلسازیاں ہیں۔ جیسا کہ رگوید کے اس ترجمہ کے متعلق آریوں نے کیا۔ اور اسے موجب فتنہ قرار دیا۔ کہ جو دہلی سوسائٹی نے چھاپا تھا۔ چنانچہ اسکی بنا پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۸۷ء میں آریوں کو مخاطب کرکے مشورہ دیا۔ کہ:

" کیا اس فتنہ کے فرو کرنے کی غرض سے آریوں کے لائق ممبروں پر واجب نہیں ہے۔ کہ وہ بھی ایک تحت اللفظ ترجمہ اسی رگوید کا اردو زبان میں شائع کردیں۔ تا فیصلہ کرنے والے خود فیصلہ کرلیں۔ کہ اس پہلے ترجمہ میں کونسی خیانتیں اور تحریفیں ہوئی ہیں۔"
(شحنہ حق صفحہ ۴-۵)

لیکن اصل بات یہ ہے۔ کہ آریہ سماجی اس امر کو خوب جانتے ہیں۔ کہ ویدوں کا تحت اللفظ اردو ترجمہ شائع کرنا ویدوں کی فطرت انسانی کے خلاف ناقص اور ناممکن العمل تعالیم کا ظاہر کرنا ہے۔ کہ جن کے ظاہر ہوتے ہی آریوں پر اسلام اور بانیٔ اسلام کی اکملیت و افضلیت اور عالمگیر ہونا معلوم ہو جائے گا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی انہیں ایام میں تحدی کے ساتھ بیان فرمادیا تھا کہ:-

" یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ آریہ لوگ ہرگز ایسا ترجمہ تحت اللفظ اردو میں شائع نہیں کریں گے کیونکہ درحقیقت یہی لوگ پکے خائن اور چور ہیں۔ اور اپنے دلوں میں خوب سمجھتے ہیں۔ کہ جس دن ہم نے اپنے ہاتھ سے عام طور پر اردو میں ویدوں کے تحت اللفظ ترجمے شائع کردیئے۔ اس دن ہمارے ویدوں کی خیر نہیں۔ اور ایسے اُڑ جائیں گے۔ جیسے آگ لگ جانے سے سارا بارود خانہ اُڑ جاتا ہے۔"

بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اور بھی راز افشا فرمایا۔ کہ:-

" اسی وجہ سے ان کو یہ بھی حوصلہ نہ پڑا۔ کہ ستیارتھ پرکاش کا ہی اردو میں ترجمہ کردیں۔ چنانچہ ۶ر مارچ ۱۸۸۷ء کے دھرم جیون میں لکھا ہے۔ کہ بعض سادہ لوح آریوں نے ترجمہ کے لئے اصرار بھی کیا۔ مگر لائق ممبروں کی طرف سے جواب ملا۔ کہ مصلحت نہیں۔" (دیکھو شحنہ حق صفحہ ۵ از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

لیکن باوجودیکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ویدوں اور ستیارتھ پرکاش کے تحت اللفظ اردو ترجموں کے مطالبہ اور آریوں کے ایسا نہ کرنے کی نسبت تحدی پر آج ۵۴ برس یعنی نصف صدی بیت چکی ہے۔ پھر بھی آریوں کو ایسا کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ اور ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ آریہ ہرگز کبھی ایسا نہ کریں گے۔ اور اگر وہ ایسا کریں گے۔ تو اس کا نتیجہ وہی ہوگا۔ جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما چکے ہیں۔

پس اگر آریہ ویدوں کا اردو ترجمہ شائع کریں۔ تو تحت اللفظ یعنی سنسکرت کی عبارت کے ساتھ لفظی ترجمہ شائع کریں۔ اور ایسا ہی ستیارتھ پرکاش کا بھی ترجمہ شائع کریں۔ مگر وہ ہرگز ایسا نہیں کریں گے۔ سو خلاصہ یہ کہ یہ وصف صرف قرآن کریم ہی کو حاصل ہے۔ جو کہ اکمل و عالمگیر کتاب ہے۔ اور جس کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے ذمہ لیا ہوا ہے۔ کہ وہ اصل الہامی عبارت میں نہ صرف ہمیشہ پڑھا جائے گا۔ بلکہ اس کے پڑھے جانے اور حفظ کرنے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے یہ اس میں خوبی رکھی ہے۔ کہ اسے آسان ترین کیا ہے۔ اور یہ وہ خوبیاں ہیں۔ جو اور کسی الہامی کتاب میں موجود نہیں اسلیئے وہ کتابیں بھی عالمگیر کہلانے کی ہرگز مستحق نہیں ہوسکتیں۔

خاکسار سید احمد علی سیالکوٹی مولوی فاضل از قادیان

جلسہ سالانہ ۱۹۴۰ء کے اختتام پر جلسہ اور دعا

قادیان ۵ر صلح ۱۳۲۰ ہش۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جلسہ سالانہ ۱۹۴۰ء کی تقریب بخیر و خوبی ختم ہونے پر آج مدرسہ احمدیہ کے صحن میں جلسہ میں مختلف خدمات سرانجام دینے والے اصحاب کا اجتماع ہوا۔ ساڑھے دس بجے کے قریب سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ تشریف لائے۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد جملہ نظامت ہائے جلسہ سالانہ کے افسران نے اپنی اپنی رپورٹیں سنائیں۔ ان رپورٹوں کے بعد حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے قریبًا ایک گھنٹہ تقریر صادر فرمائی جسمیں حضور نے مختلف نظامتوں کو اہم امور کی اصلاح کے بارہ میں ہدایات دیں۔ آخر میں حضور نے حاضرین سمیت دعا فرمائی اور پھر تمام کارکنوں کو مصافحہ کا شرف بخشا۔

اعلان

مختلف محلہ جات میں قابل فروخت مکانات اور قطعات زمین موجود ہیں۔ ضرورت مند احباب ہم سے خط و کتابت کریں۔

نیز جنرل سروس کمپنی تعمیر عمارات کا کام بھی کرا رہی ہے۔ خواہشمند احباب شرائط منگوا کر فیصلہ فرمادیں۔ (مینیجر جنرل سروس کمپنی قادیان)

مجرّب اور خالص ادویہ

اگر آپ کو مجرب اور خالص ادویہ کی ضرورت ہے۔ تو آپ ہمارے دواخانہ سے طلب کریں۔ ہر قسم کی ادویہ ہم آپ کو مہیا کرکے دیں گے۔ اس کے علاوہ ہمارے دواخانہ میں خاص نسخے بھی تیار ہوتے ہیں۔ جن میں سے بعض یہ ہیں:-

تریاق کبیر یہ گھر کا ڈاکٹر ہے۔ سردرد۔ پیٹ درد۔ دانت کی درد۔ گلے کی درد۔ سینہ کی درد۔ اسہال سوء ہضم ہیضہ وغیرہ کے مریضان کو اس دوا کے لگانے یا پلانے سے فوری فائدہ ہوتا ہے۔ بھڑ۔ بچھو۔ سانپ کاٹے۔ تو ان کے زخموں کے لئے یہ تریاق ہے۔ بخار وغیرہ میں بھی اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ عام مرضوں میں ڈاکٹر کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اور بڑے امراض میں ڈاکٹر کے آنے تک مریض کی حالت اچھی رہتی ہے۔ ہر گھر میں اس کا موجود ہونا نہایت ہی ضروری ہے۔ قیمت چھوٹی شیشی ۸ر درمیانی شیشی عہ بڑی شیشی عا ۸ر اس کے اثر کے متعلق ذیل کا سرٹیفکیٹ ملاحظہ فرمائیں:-

جناب سید جلال الدین صاحب کشمیری تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مجھے دو سال سے معدے کی سخت تکلیف تھی۔ جس کی وجہ سے ایک چھٹانک غذا ہضم ہونی مشکل ہوگئی تھی۔ لیکن میں نے دواخانہ خدمت خلق سے تریاق کبیر لیا۔ اسے شروع کئے چند دن ہی گذرے ہوں گے۔ کہ اس نے حیرت انگیز فائدہ کیا۔ کھانا وغیرہ بخوبی ہضم ہو جاتا ہے۔ اور خوب بھوک لگتی ہے۔ اور خدا کے فضل سے جو بدنی سستی کمزوری وغیرہ تھی۔ اس میں بھی فائدہ ہو رہا ہے۔

سرمہ نمیرا خاص یہ سرمہ ایک پرانے اور مجرب نسخہ کے مطابق تیار کیا گیا ہے۔ اور پرانی آشوب چشم خصوصًا جو نزلہ یا دماغی یا اعصابی کمزوریوں کی وجہ سے ہو۔ اسی طرح نظر کی کمزوری اور دھند کے لئے بہت ہی مفید ثابت ہوا ہے۔ پرانے ککروں اور آنکھ کی سرخی کے لئے مفید ہے۔ قیمت فی تولہ عگ ۶ ماشہ عہ ۳ ماشہ ۱۰ر

سرمہ اکسیر چشم یہ سرمہ آنکھوں کی سب بیماریوں کے لئے مفید ہے۔ خصوصًا نزلے کے اور پرانے ککروں کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ نیز ناخنہ وغیرہ امراض کے لئے مجرب ہے۔ قیمت فی تولہ ۸/ ۶ ماشہ ۴ر ۳ ماشہ ۱۲ر ان کے اثر کے متعلق ذیل کے سرٹیفکیٹ ملاحظہ فرمائیں۔

مکرمہ جنابہ سردار بیگم صاحبہ ہیڈ معلمہ گرلز سکول دوالمیال ضلع جہلم سے تحریر فرماتی ہیں۔ کہ میں نے آپ کے دواخانہ سے سرمہ نمیرا خاص بطور نمونہ لیا تھا۔ اور خود استعمال کیا۔ میری آنکھوں میں مدت سے ککرے تھے۔ اور کثرت سے پانی بہتا تھا میں نے چند روز آپکے سرمہ کو استعمال کیا۔ واقعی آنکھوں کے مریضوں کے لئے ایک لاثانی دوا ہے۔ اور خاصکر ککروں کیلئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ (۲) جناب محمد عارف صاحب ایل ایم ایس۔ ایچ قبولہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ آپکے سرمہ اکسیر چشم جو بطور نمونہ منگوایا تھا۔ میں نے ایک مریض کو استعمال کرایا۔ جس سے اسکو بہت ہی فائدہ ہوا ہے۔ سرمہ اکسیر چشم واقعی اکسیر چشم ثابت ہوا ہے۔

ملنے کا پتہ:- دواخانہ خدمت خلق قادیان (پنجاب)

رعایت

حضرت خلیفۃ المسیح اول نور الدین اعظم رضؓ کے مجرب نسخہ جات آپکے شاگرد کی دوکان سے

۱۵ر جنوری ۱۹۴۱ء تک میعاد رعایت بڑھا دی ہے

۱۵ر جنوری ۱۹۴۱ء تک جو خطوط ڈاکخانہ میں پڑینگے ان کو یہ رعایت ملیگی

رعایت

حب اٹھرا رجسٹرڈ

اسقاط حمل کا مجرب علاج ہے

جن کے حمل گر جاتے ہیں۔ یا مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ پیدا ہو کر فوت ہو جاتے ہیں۔ اکثر ان بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ سبز نیلے دست۔ قے ہیچشی۔ درد پسلی۔ یا نمونیہ ام الصبیان۔ پرچھاواں یا سوکھا بدن پر پھوڑے۔ پھنسی۔ چھالے۔ خون کے دھبے پڑنا۔ دیکھنے میں بچہ موٹا۔ تازہ خوبصورت معلوم ہونا۔ بیماری کے معمولی صدمہ سے جان دے دینا۔ اکثر لڑکیاں پیدا ہونا۔ لڑکیوں کا زندہ رہنا۔ لڑکے فوت ہو جانا۔ اس مرض کو طبیب اٹھرا اور اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس موذی بیماری نے کروڑوں خاندان بے چراغ کر دیئے ہیں۔ جو ہمیشہ ننھے بچوں کے منہ دیکھنے کو ترستے رہے۔ اور اپنی قیمتی جائیدادیں غیروں کے سپرد کر کے ہمیشہ کے لئے بے اولادی کا داغ لے گئے۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز شاگرد حضرت قبلہ مولوی نور الدین صاحب رضؓ طبیب سرکار جموں و کشمیر نے آپکے ارشاد سے ۱۹۱۰ء میں دواخانہ ہذا قائم کیا۔ اور اٹھرا کا مجرب علاج حب اٹھرا رجسٹرڈ کا اشتہار دیا۔ تاکہ خلق خدا فائدہ حاصل کرے۔ اس کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت۔ تندرست اور اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ اٹھرا کے مریضوں کو حب اٹھرا رجسٹرڈ کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ مکمل خوراک گیارہ تولہ یکدم منگوانے پر گیارہ روپے علاوہ محصولڈاک۔

حب مفید النساء } یہ گولیاں عورتوں کی مشکلکشا ہیں۔ ان کے استعمال سے ایام ماہواری کی بے قاعدگی۔ کم آنا۔ زیادہ آنا۔ نلوں کا درد۔ کوہلوں کا درد۔ متلی۔ قے۔ چہرہ کی بے رونقی۔ چہرہ کی چھائیاں۔ ہاتھ پاؤں کی جلن۔ اولاد کا نہ ہونا وغیرہ سب امراض دور ہو جاتے ہیں۔ اور بفضل خدا اولاد کا منہ دیکھنا نصیب ہوتا ہے قیمت ایک ماہ کی خوراک عگ رعایتی عہ

سرمہ نور العین } حضرت مولانا قبلہ امام شاہی طبیب حضرت نور الدین اعظم رضؓ کا امراض ذیل کا مجرب علاج ہے۔ دھند۔ جالا۔ ککرے۔ آشوب چشم۔ خارش۔ ناخنہ۔ ابتدائی موتیابند۔ ضعف بصر۔ دکھتی آنکھ کے لئے بے نظیر ہے۔ لیسدار پانی کا خاتمہ کرتا ہے۔ پلکوں کی موٹائی کو درست کرتا ہے۔ اور آنکھ کی گلی سڑی پلکوں کو اصلی حالت پر لاتا ہے۔ گرے ہوئے بالوں کو از سر نو پیدا کر کے خوبصورت و مزین بناتا ہے۔ حضور آخری عمر تک اس کو خود بھی استعمال فرماتے اور اس کے فوائد کی تعریف فرماتے تھے۔ یہ سرمہ آنے والی بیماریوں کو روکتا اور نظر کو تیز کرتا ہے۔ قیمت فی تولہ عگ

سرمہ زنگاری } یہی وہ پہلا سرمہ ہے۔ جس کو حضور استاذی امام طبیب شاہی حضرت مولوی نور الدین اعظم رضؓ نے تیار کیا۔ اور طب کا آغاز بھی اسی سے کیا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ میں نے اس سرمہ کو تیار کر کے مسجد کے نمازی لوگوں کی آنکھوں میں ڈالا۔ نہایت ہی مفید و بابرکت ثابت ہوا۔ اور یہی سرمہ ہماری طب کا اشتہار بنا۔ یہ ایسا اکسیر ہے۔ کہ اس کا استعمال ان بیماریوں کا شرطیہ علاج ہے۔ ککرے۔ دھند۔ جالا۔ پھولا۔ ناخنہ سلاق یعنی آنکھوں سے پانی بہنا۔ پلکوں کا گل جانا۔ پلکیں موٹی سرخ ہو جانا۔ بالوں کا پلکوں سے گر جانا گوہانجنی وغیرہ امراض کے لئے از حد مفید ہو چکا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ۔

نعمت الٰہی لڑکے پیدا ہونیکی دوائی } یہ دوائی مرد کو کھلائی جاتی ہے۔ ایسا کون ہے۔ جس کو نرینہ اولاد کی خواہش نہ ہو۔ اس بشر بن بشر کا ہر ایک انسان خواہشمند ہے جس گھر میں نرینہ اولاد نہ ہو۔ کیا امیر کیا غریب ہر وقت اولاد کی خواہش رکھتے ہوئے اداس غمگین وغیرہ مصائب میں مبتلا رہتے ہیں۔ اور جن کو مولیٰ کریم نے نرینہ اولاد دی ہے وہ بھی اور کی خواہش رکھتے ہیں۔ لہٰذا جن دوستوں کو نرینہ اولاد کی ضرورت ہو۔ وہ ارسطوئے زماں استاذی المکرم حضرت مولانا شاہی طبیب حکیم نور الدین رضؓ کی مجرب لڑکے پیدا ہونے کی دوائی کا استعمال کر کے بے ثمری کا داغ

دور کریں۔ مکمل خوراک چھ روپے رعایتی چار روپیہ علاوہ محصولڈاک دواخانہ معین الصحت سے مل سکتی ہے۔

قبض کشا گولیاں } قبض تمام بیماریوں کی ماں ہے۔ کبھی کبھار کی قبض بھی ناک میں دم کر دیتی ہے۔ اور دائمی قبض سے تو اللہ تعالیٰ محفوظ و امن میں رکھے۔ آمین۔ دائمی قبض سے بواسیر ہو جاتی ہے۔ حافظہ کمزور نسیان غالب۔ ضعف بصر۔ دھند۔ ککرے۔ آشوب چشم ہوتا ہے۔ دل دھڑکتا ہے۔ ہاتھ پاؤں پھولتے ہیں کام کو جی نہیں چاہتا۔ ہاضمہ بگڑ جاتا ہے۔ معدہ۔ جگر۔ تلی کمزور ہوتے ہیں۔ اور کئی قسم کی بیماریاں آن موجود ہوتی ہیں۔ ہماری تیار کردہ قبض کشا گولیاں مذکورہ بالا بیماریوں کے لئے اکسیر سے بڑھ کر ثابت ہو چکی ہیں۔ ان کے استعمال سے متلی۔ گھبراہٹ وغیرہ نہیں ہوتی۔ رات کو کھا کر سو جائیں۔ صبح کو اجابت کھل کر آتی اور طبیعت صاف ہو جاتی ہے۔ ان کا استعمال صحت کا بیمہ ہے۔ قیمت یک صد گولی عہر رعایتی عہر

مقوی دانت منجن } اگر آپکے دانت کمزور ہیں۔ مسوڑھوں سے خون یا پیپ آتی ہے۔ منہ سے بدبو آتی ہے۔ دانت ہلتے ہیں۔ گوشت خورہ یا پائیوریا کی بیماری ہے۔ دانت میلے ہیں۔ ان کی وجہ سے معدہ خراب ہے ہاضمہ بگڑ گیا ہے۔ دانتوں میں کیڑا لگ گیا ہے۔ تو ان امراض کے لئے ہمارا تیار کردہ مقوی دانت منجن استعمال کرنے سے بفضل خدا تمام شکایات دور ہو جاتی ہیں۔ اور دانت مضبوط ہو کر موتی کی طرح چمکتے ہیں۔ قیمت دو اونس شیشی ۱۲ رعایتی ۸ ر۔

تریاق گردہ } درد گردہ ایسی موذی بلا ہے۔ کہ الاماں جس کو ہوتا ہے۔ وہی اسکی تکلیف کو جانتا ہے۔ اس کا دورہ جب شروع ہوتا ہے۔ اس وقت انسان زندگی کا خاتمہ سمجھتا ہے۔ اس کے لئے ہمارا تیار کردہ تریاق گردہ و مثانہ بے حد اکسیر ثابت ہو چکا ہے۔ اسکی پہلی خوراک سے آرام شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے استعمال سے بفضل خدا پتھری یا کنکری خواہ گردہ میں ہو۔ خواہ مثانہ میں خواہ جگر میں ہو۔ سب کو باریک پیس کر بذریعہ پیشاب خارج کرتا ہوا بیمار کو آگاہ کر جاتا ہے۔ اس کے بعد بیمار کو درد کی شکایت نہیں ہوتی۔ قیمت ایک اونس دو روپیہ رعایتی عہ۔

حبوب عنبری } یہ گولیاں عنبر مشک۔ موتی۔ زعفران اور دیگر قیمتی اجزاء سے مرکب ہیں۔ ان گولیوں کا استعمال ان لوگوں کے لئے ہے۔ جن کی قوت رجولیت کم ہو چکی ہو۔ اعصاب سرد پڑ گئے ہوں۔ دل ٹھنڈا ہو گیا ہو۔ سرور مٹ گیا ہو۔ چہرہ بے رونق۔ حافظہ کمزور۔ اعضاء رئیسہ سرد پڑ چکے ہوں۔ کمر درد کرتا ہو۔ کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو۔ ایسی حالت میں حبوب عنبری کا استعمال بجلی کا اثر دکھاتا ہے۔ گئی ہوئی قوت واپس آجاتی ہے۔ دل میں خوشی و سرور پیدا ہوتا ہے۔ اعصاب یعنی پٹھے طاقتور ہو جاتے ہیں۔ اعضائے رئیسہ و شریفہ دل و دماغ طاقتور ہو جاتے ہیں۔ جسم فربہ چست و چالاک ہو جاتا ہے۔ گویا ضعیفی کی دشمن ہے۔ جوانی کی محافظ ہے۔ جائز حاجتمند آرڈر روانہ کریں۔ حبوب عنبری کے ایک بار کھانے سے چالیس سال تک مقوی ادویات سے چھٹی ہو جاتی ہے۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک ۶۰ گولی۔ پندرہ روپے (للعہ)

مفرح مروارید عنبری } یہ ان قیمتی اجزاء سے مرکب ہے۔ موتی۔ یاقوت۔ زمرد۔ زہر مہرہ خطائی عنبر اشہب۔ کستوری نیپالی۔ کشتہ مرجان۔ کشتہ یشب زعفران وغیرہ یہ بے نظیر مرکب دل و دماغ جگر کو طاقت دیتی ہے۔ حافظہ کو بڑھاتی ہے۔ خفقان نسیان کی دشمن ہے۔ خون کی کمی۔ سر کے چکروں کو دور کرتی ہے۔ دل میں خوشی و سرور پیدا کرتی ہے۔ دماغی کام کرنیوالوں کے لئے اکسیر صفت ہے۔ دل کو قوی۔ بدن کو موٹا اور چہرہ کو بارونق بناتی ہے۔ ایسی مستورات جن کا دل دھڑکتا ہو۔ ان کے لئے مسیحائی کا اثر رکھتی ہے۔ ایام ماہواری کی کمی کو اصلی حالت پر لاتی ہے۔ بوڑھے جوان مرد عورت سب کے لئے اکسیر صفت ثابت ہو چکی ہے قیمت فی ڈبہ پانچ تولہ تین روپے بارہ آنہ

تریاق معدہ و امعاء } یہ ایسا لاجواب مفید ترین پوڈر ہے۔ جس کے استعمال سے پیٹ کی ہر قسم کی شکایت کافور ہو جاتی ہے۔ درد شکم۔ اپھارہ۔ بدہضمی۔ گڑگڑاہٹ۔ کھٹے ڈکار۔ متلی۔ قے۔ بار بار پاخانہ آنا۔ اور ہیضہ کے لئے تو اکسیر اعظم ہے۔ اس کا ہر گھر میں رہنا اشد ضروری ہے۔ نیز ہر موسم میں اسکی ضرورت رہتی ہے۔ مندرجہ بالا بیماریوں کا تریاق ہے۔ قیمت دو اونس کی شیشی ۱۲ ر محصولڈاک علاوہ

خاکسار حکیم نظام جان شاگرد حضرت خلیفۃ المسیح اول نور الدین اعظم رضی اللہ عنہ دواخانہ معین الصحت قادیان (پنجاب)

را اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام مولوی عطاء اللہ مولوی فاضل پرنٹر چھپوا کر میر قاسم علی ایڈیٹر و پبلشر نے فاروق منزل قادیان سے شائع کیا